

استشراق

(تعارف، تاریخ اور عربی زبان میں استشراق پر لکھی گئی کتب کا جائزہ)

مقالہ نگار

عبدالحی عابد رول نمبر ۹

زیر نگرانی

پروفیسر فیروز الدین شاہ

شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا

فہرست

صفحہ	عنوان
۲	ابتدائیہ
۴	استشراق کی لغوی تحقیق
۵	استشراق کا مفہوم
۷	تحریک استشراق کا پس منظر
۱۱	تحریک استشراق کا آغاز
۱۳	مستشرقین کے مقاصد و اہداف
۱۷	استشراق پر اہم عربی کتب
۱۷	الاستشراق و جہل الاستمار
۱۸	موسوعة المستشرقین
۲۰	الاسلامیات بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین
۲۱	المستشرقون الناطقون بالانجليزية
۲۲	الاستشراق والخطیبة الفكرية بلد صراع الحضاری
۲۴	الاستشراق والمستشرقون ما لهم وما علیهم
۲۶	المستشرقون والحديث النبوی
۲۷	دائرة المعارف الاستشرقية
۳۰	مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین
۳۲	معجم فتاوات الغرب علی الاسلام
۳۳	المستشرقون والاسلام
۳۴	المستشرقون والقرآن الکریم
۳۵	نور الاسلام وناطیل الاستشراق
۳۷	فصوص الجلیلیہ استشرقیہ عن الاسلام
۳۸	القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین
۳۹	الرد علی المستشرق جولدزیہر
۳۹	رد علی شبہات المستشرقین
۴۰	اسیرۃ النبویہ واولیام المستشرقین
۴۱	خاتمۃ الحجۃ

بسم الله الرحمن الرحيم

ابتدائیہ

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں جس نے ہمیں حضرت محمد ﷺ کے ذریعے آخری آسمانی ہدایت کی نعمت سے نوازا، تمام امتوں اور گروہوں پر فضیلت بخشی اور ہمیں اس بارگاہت کے قابل سمجھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تاقیامت اپنے فضل و کرم کے سائے میں رکھے، ہماری راہ نمائی فرمائے، شیطان اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائے اور ہمیں صبر و ثبات اور ہمت و حوصلہ عطا فرمائے۔

استشراق دور حاضر کا ایک اہم ترین موضوع ہے۔ اگرچہ بظاہر اس سے مراد شرقی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کا مطالعہ ہے، لیکن درحقیقت، اہل مغرب اور دشمنان اسلام استشراق کے پردے میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے مکروہ اور مذموم مقاصد کی آبیاری کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے دور زوال میں جب اہل مغرب نے بلاد اسلامیہ پر اپنا تسلط قائم کیا تو مسلمانوں کے ذخیرہ علوم کا کثیر حصہ مغرب میں منتقل کر دیا۔ اور یہ علمی سرقہ اس حد تک کیا گیا کہ مسلمان اپنے علوم کے مآخذ و مصادر کے لیے بھی اہل مغرب پر انحصار کرنے پر مجبور ہو گئے۔ مغربی محققین نے ان علوم کی از سر نو تدوین کر کے شائع کیا۔ بعض لوگوں نے مسلمان علماء کی تصانیف کو اپنی تصانیف قرار دیا اور بعض نے لفظی و معنوی تحریف کر کے انھیں اصل مصنفین کے نام سے منسوب رکھا۔ ان ساری کوششوں کے پس پشت اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہود و نصاریٰ کا حسد اور دشمنی کا فرما رہی۔ مستشرقین کا تعلق زیادہ تر مغرب سے ہے اور ان کا مذہبی پس منظر عیسائیت اور یہودیت کا ہے۔ یہود اپنے آپ کو خدا کی چیمٹی قوم قرار دیتے ہیں۔ اور عیسائی کنارے کے عقیدے کی بنا پر خود کو نجات یافتہ گردانتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ نجات کے لیے بس یہودی یا عیسائی ہو جانا ہی کافی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد، یہ دونوں اقوام اپنی آسمانی کتابوں میں بیان کی گئی پیش گوئیوں کی روشنی میں آخری زمانے میں آنے والے نبی کی منتظر تھیں۔ لیکن اللہ نے حضرت ابراہیم کے ساتھ کیے گئے وعدے کو دوسرے انداز میں پورا کیا۔ یہود و نصاریٰ کی سرکشی، قلم، نفاق، انبیاء کے ساتھ غلط رویوں، کتاب اللہ میں تحریف اور احکام خدا کے ساتھ مذاق کی وجہ اور اصلاح کی ساری کوششوں کی ناکامی کے بعد کچھ اور ہی فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے نبوت و رسالت کے عظیم منصب کو بنی اسرائیل سے واپس لے کر بنو اسماعیل کے ایک صادق و امین اور صالح ترین فرد حضرت محمد ﷺ کے سپرد کر دیا۔ اس پر یہود، باوجود اس کے کہ ساری نشانیوں سمیت آپ کو نبی کی حیثیت سے پہچان گئے تھے، آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گئے اور اس سلسلے میں تمام اخلاقی حدود کو پامال کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تفصیل سے ان اقوام پر اپنے

انعامات اور ان کی بدکرداری اور نافرمانی کا ذکر کیا ہے۔

ان دونوں قوموں نے آغاز اسلام سے لے کر اب تک، ہمیشہ اسلام کی مخالفت اور اسلامی تعلیمات کو شکوک و شبہات سے دھندلانے کی سعی و جہد کی ہے۔ اپنی کتابوں میں تحریف کر کے ہر اس آیت کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی بھی صورت میں اسلام اور حضرت محمد ﷺ کے حق میں تھی۔ اسلام کے افکار و نظریات میں تحریف کرنے، غلط عقائد کو پھیلانے اور اسلام کے آفاقی پیغام کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ زیر نظر مقالہ استاد مکرم جناب پروفیسر فیروز الدین شاہ کی ہدایت کے مطابق، تحریک استشراق کے پس منظر، آغاز، تعارف، مستشرقین کے استشراتی مطالعات کے مقاصد، اور استشراتی مطالعات پر مسلمان علماء کی گرفت پر مشتمل ہے۔ اس مقالے میں عربی زبان میں لکھی گئی چند اہم کتب کا تعارف شامل کیا گیا ہے، جن میں مستشرقین کے مقاصد اور طریق کار کو بے نقاب کیا گیا ہے۔

عبدالحی عابد رول نمبر ۹

استشراق کی انغوی تحقیق

”استشراق“ عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا سہ حرفی مادہ ”شرق“ ہے، جس کا مطلب ”روشنی“ اور ”چمک“ ہے۔ اس لفظ کو مجازی معنوں میں سورج کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شرق اور مشرق، سورج طلوع ہونے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔ ابن منظور الافریقی لکھتے ہیں:

”الشَّرق: الضوء والشرق الشمس

وروی عمرو عن ابیہ انه قال الشرق الشمس بفتح الشین والشرق الضوء الذی یدخل من شرق الباب۔

شرقت الشمس تشرق شروقاً وشرقا طلعت واسم الموضع المشرق“۔ [۱]

لفظ ”شرق“ کو جب باب استفعال کے وزن پر لایا جائے تو ”اس، ت“ کے اضافے سے ”استشراق“ بن جاتا ہے۔ اس طرح اس کے اندر طلب کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ گویا ”استشراق“ سے مراد شرق کی طلب ہے۔ عربی لغات کی رو سے شرق کی یہ طلب علوم شرق، آداب، لغات اور ادیان تک محدود ہے۔ یہ ایک نیا لفظ ہے جو قدیم لغات میں موجود نہیں ہے۔ انگریزی زبان میں ”شرق“ کے لیے ”Orient“ اور ”استشراق“ کے لیے ”Orientalism“ اور مشتشرقین کے لیے ”Orientalists“ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ اردو زبان میں اس کے لیے ”شرق شناسی“ کی اصطلاح اختیار کی گئی ہے، جو اس کے مفہوم و مقصد کو پوری طرح سے واضح کرنے کے قابل نہیں ہے۔ مغربی لغات میں استشراق صرف جغرافیائی مفہوم میں شرق کی طلب کے لیے استعمال نہیں ہوتا، بلکہ روشنی، نور اور ہدایت کی طلب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ڈاکٹر مازن بن صلاح مطبقانی نے لفظ ”Orient“ کے بارے میں سید محمد شاہد کی تحقیق کا ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے:

”شرق ”Orient“ انه یشار الی منطقة الشرق المقصوده بالدراسات الشرقيه

بکلمة تتعمیز بطابع معنوی وهو ”Morgenland“ وتعنی بلاد الصبح، ومعروف ان

الصباح تشرق فیہ الشمس، و تدل هذه الکلمة علی تحول من المدلول الجغرافی

الفلكی الی التریز علی معنی الصباح الذی یتضمن من النور والیقظة،

۱۔ لسان العرب ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم، دار صادر بیروت، ج ۱۰، ص ۱۷۴۔

وفی مقابل ذالک نستخدام فی اللغة کلمة "Abendland" وتعنی بلاد المساء لتدل علی الظلام والراحۃ۔۔۔ وفی اللاتینیة تعنی کلمة "Orient" یعلم او یبحث عن شیء ما، وبالفرنسیة تعنی کلمة "Orienter" وجدوا وهدی وادشده۔ [۱]

استشرق کا مفہوم

استشرق کا عام فہم اور فوری طور پر ذہن میں آنے والا مفہوم یہ ہے کہ مغرب کے رہنے والے علماء و مفکرین جب مشرقی علوم و فنون کو اپنی تحقیق و تفتیش کا مرکز و محور بنائیں گے تو اسے استشرق کہا جاتا ہے۔ عام طور پر ان علوم و فنون میں ہر قسم کے علوم متبادل کیے جاتے ہیں۔ مثلاً، عمرانیات، تاریخ، بشریات، ادب، لسانیات، معاشیات، سیاسیات، مذہب وغیرہ۔ اگرچہ ظاہر استشرق میں کوئی منفی مفہوم نہیں پایا جاتا، اور مغربی مفکرین اس سے مشرقی علوم و فنون کا مطالعہ اور ان کی تحقیق و تفتیش ہی مراد لیتے ہیں۔ جیسے کہ ایڈورڈ سوبید اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

”شرق شناسی (استشرق) ایک سیاسی موضوع ہی نہیں یا صرف ایک شعبہ علم ہی نہیں، جس کا اظہار تمدن، علم یا اداروں کی صورت ہوتا ہے۔ نہ یہ وسیع و عریض مشرق کے بارے میں کثیر تعداد میں منتشر تحریروں پر مشتمل ہے اور نہ یہ کسی ایسی فاسد مغربی سازش کی نمائندگی یا اس کا اظہار ہے جس کا مقصد مشرقی زمین کو زیر تسلط رکھنا ہو بلکہ یہ ایک جغرافی شعور، معلومات اور علم کا بحالیاتی اور عالمانہ، معاشی، عمرانی، تاریخی اور لسانیات کے متعلق اصل تحریروں میں ایک طرح کا پھیلاؤ ہے۔“ [۲]

اگر ہم اس بات کو مان بھی لیں کہ استشرق کا مقصد صرف مشرق، اس کے علوم، روایات اور انفرادی و اجتماعی رویوں کا مطالعہ ہے تو ان مذکور شعبہ جات کی حد تک یہ رائے ٹھیک ہو سکتی ہے۔ لیکن جیسے ہی اسلام کا ذکر آتا ہے تو مغرب کی ساری اخلاقیات، علمی روایات، انصاف، رواداری سب کچھ آن واحد میں کہیں کھو جاتا ہے۔ اور اس بات سے بھی مغربی نہیں کہ مشرق اور اسلام کا ساتھ چونی دامن کا ہے۔ نہ مشرق کا ذکر اسلام کے بغیر ممکن ہے اور نہ اسلام کا ذکر مشرق کے بغیر مکمل ہو سکتا ہے۔ اس لیے استشرق کے تمام مراحل میں مغربی مفکرین کا سابقہ اسلام سے پڑتا رہا اور وہ اس کے ساتھ سوتیلوں جیسا سلوک کرتے رہے۔ ”استشرق“ کا یہ لفظ اختیار کرنے کے پس پشت اگرچہ کوئی خاص مقصد یا سوچ کا فرما نہیں تھی، لیکن اتفاق سے یہ لفظ مستشرقین کے لیے بے حد موزوں اور ان کی نیتوں کی صحیح وضاحت

۱۔ استشرق، مازن بن صلاح مطربھانی، قسم ۱۱ استشرق کلیہ المدعوہ مدینہ منہج، ص ۲۔

۲۔ شرق شناسی، ایڈورڈ سعید، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد۔ ص ۱۴

کرتا ہے۔ باب استفعال کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ثلاثی مجرد کو مزید فیہ میں لایا جائے تو اس کے اندر تکلف کا مفہوم پیدا ہو جاتا ہے۔ یعنی کسی کام یا امر کو تکلف سرانجام دیا جائے اور پس منظر میں کچھ منفی مقاصد بھی ہوں۔

عام طور پر استشرق کا جو مفہوم اہل علم میں مشہور ہے وہ یہی ہے کہ مغربی مفکرین کا مشرقی علوم کے مطالعے اور تحقیق و تفتیش کا نام استشرق ہے۔ جدید لغات میں بھی اس کا یہی مفہوم اختیار کیا گیا ہے۔ ورڈ ویب انگلش ڈکشنری کے مطابق:

"The scholarly knowledge of Asian cultures and languages and people." [1]

”ایشیائی ثقافت اور زبانوں اور باشندوں کے عالمانہ مطالعے کا نام استشرق ہے۔“

عربی زبان کی لغت المنہج کے مطابق:

العالم باللغات والاداب والعلوم الشرقية والاسم الاستشرق۔ [۲]

”مشرقی زبانوں، آداب اور علوم کے عالم کو مستشرق کہا جاتا ہے اور اس علم کا نام

استشرق ہے۔“

ڈاکٹر محمود حمدي زقزوق کے مطابق:

”الاستشرق، هو علم الشرق او علم العالم الشرقي و كلمة ”مستشرق“ بالمعنى العام

تطلق على كل عالم غربي يشتغل بدراسة الشرق كله: اقصاده و وسطه و ادناه، في لغاته و

آدابه و حضارته و ادبانه۔“ [۳]

”استشرق سے مراد مشرق کا علم یا دنیا کے مشرق کو جاننا ہے اور کلمہ ”مستشرق“ اپنے عمومی معنوں میں

ہر اس مغربی عالم کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو مشرق کے کسی حصے میں لغات، ادب، ادیان، اور

تہذیب کے مطالعے میں مشغول ہو، چاہے مشرق، بعید ہو یا وسطی یا قریب۔“

۱۔ Word Web (Software Dictionary) Word "Orientalism"

۲۔ المنہج۔

۳۔ الاستشرق، والخلفية الفكرية للاصراع الحضاري، ڈاکٹر محمود حمدي زقزوق، دار المعارف، کورنیش انٹیل، قاہرہ، ۱۹۹۷ء، ص ۱۸۔

ان تمام تعریفوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی علوم و ثقافت اور ادب کا مطالعہ استشرق کہلاتا ہے۔ لیکن اگر اس مفہوم کو مان لیا جائے تو چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں اس وقت اسلام کے علاوہ دو بڑے مذاہب یہودیت اور عیسائیت ہیں۔ ان دونوں مذاہب کے انبیاء اور ان کے ابتدائی پیروکاروں کا تعلق مشرق سے ہے۔ تورات و انجیل میں بیان کیے گئے تمام حالات و واقعات اور مقامات کا تعلق بھی مشرق سے ہے۔ لیکن اس کے باوجود بائبل یا عیسائیت و یہودیت کے عالمانہ مطالعے کو کوئی بھی استشرق کے نام سے موسوم نہیں کرتا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ استشرق کی اس تحریک کے مقاصد سراسر منفی ہیں، مستشرقین اپنے ان مقاصد کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا بنیادی مقصد اسلام اور اس کی تعلیمات کا صرف تحقیقی مطالعہ نہیں، بلکہ ان تعلیمات کو شکوک و شبہات سے دھندلانا، مسلمانوں کو گم راہ کرنا اور غیر مسلم لوگوں کے سامنے اسلام کا منفی تصور پیش کر کے انہیں اسلام قبول کرنے سے روکنا ہے۔ لفظ استشرق کی کوئی قدیم تاریخ نہیں ہے۔ یہ ایک نیا لفظ ہے جو پرانی لغات میں موجود نہیں ہے۔ اے جے آربری (Arthur John Arberry) (۱۹۷۹ء) کے مطابق لفظ استشرق "Orientalist" پہلی بار ۱۶۳۸ء میں یونانی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا۔ [۱]

میکسم روڈنسن (Maxime Rodinson) (۲۰۰۴ء) کے مطابق استشرق کا لفظ انگریزی زبان میں ۱۸۳۸ء میں داخل ہوا اور فرانس کی کلاسیکی لغت میں اس کا اندراج ۱۷۹۹ء میں ہوا۔ [۲]

تحریک استشرق کی کاپس منظر

اگرچہ لفظ استشرق اقواموں سے ہے، لیکن تحریک استشرق کا آغاز بہت پہلے ہو چکا تھا۔ اہل مغرب کی اسلام دشمنی کی تاریخ کا آغاز حضرت محمد ﷺ پر غارتوں میں پہلی وحی کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ اہل مغرب سے یہاں ہماری مراد اہل کتاب یہود و نصاریٰ ہیں جو شرکین بنی اسرائیل کے بعد اسلام کے دوسرے مخاطب تھے۔ یہود و نصاریٰ کی کتب اور صحائف میں آخری زمانے میں آنے والے ایک نبی کا ذکر بڑی صراحت اور واضح نشانیوں کے ساتھ موجود تھا۔ عبدالمہ قدیم میں ہے:

”میں ان کے لیے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور وہ انھیں وہ سب کچھ بتائے گا جس کا میں اسے حکم دوں گا۔ اگر کوئی شخص میرا کلام جسے وہ میرے نام سے کہے گا، نہ سنے گا تو میں خود اس سے حساب لوں گا۔“ [۳]

۱۔ الاستشرق، ڈاکٹر مازن بن صلاح مطبقانی، قسم الاستشرق، کلیہ الدعوة مدینہ، ص ۲۔

۲۔ الاستشرق، ص ۲۔

۳۔ استثناء ۸۱: ۱۹۔ ۸۱۔

(۸)

عیسائی علماء اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ کو قرار دیتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ کسی طرح بھی حضرت موسیٰ کی مانند نہیں تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی تخلیق، حیات مبارکہ اور وفات کے لحاظ سے حضرت موسیٰ سے مکمل طور پر مختلف تھے۔ صرف حضرت محمد ﷺ ہی پیدائش، بنادگی، اولاد، وفات اور شریعت، ہر طرح سے ان کے مماثل تھے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِي إِسْرَءِيلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَکَرُ الْمَکْمُ مَصْدَقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْ
مِنَ التَّوْرَةِ وَ مَبْشَرًا بِرَسُوْلِ یَاقِیْ مِنْ بَعْدِ اِسْمٰہٗ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَہُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سَحَرٌ
مِّیْنٌ۔ (الصف ۶: ۶۱)

”اور جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا اے بنی اسرائیل میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوش خبری سنانے والا ہوں جن کا نام احمد ہے۔ پھر جب وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لانے تو یہ کہنے لگے، یہ تو کھلا جادو ہے۔“

اسی طرح انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب الفاظ اس طرح سے ہیں:

”اور میں باپ سے درخواست کروں گا اور وہ تمہیں ایک اور مددگار بخشے گا تاکہ وہ ہمیشہ تک تمہارے ساتھ رہے۔“ [۲]

اسی طرح انجیل یوحنا کے اگٹے باب میں لکھا ہے:

”جب وہ مددگار یعنی روح حق آئے گا جسے میں باپ کی طرف سے بھیجوں گا تو وہ میرے بارے میں گواہی دے گا۔“ [۳]

انجیل کے یونانی نسخوں میں ”مددگار“ کے لیے لفظ "Paracletos" استعمال ہوا ہے، جب کہ انگریزی نسخوں میں

"Paracletos" کا ترجمہ "Comfortor" مددگار کر دیا گیا ہے۔ جب کہ "Paracletos" کا صحیح ترین ترجمہ "A kind

friend" یا ”رحمتہ لمعا لین“ ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر ہم قرآن کی روشنی میں دیکھیں تو یہ لفظ اصل میں "Paracletos" کے

بجائے "Periclytos" ہے جس کا ترجمہ عربی زبان میں ”حمد یا محمد“ اور انگریزی میں "the praised one" ہے۔

قوم یہود کو نبی کریم ﷺ سے انتہائی درجے کا حسد تھا۔ وہ اپنی کتابوں اور انبیاء بنی اسرائیل کی پیش گوئیوں کی روشنی میں ایک

آنے والے نبی کے انتظار میں تھے۔ ان کو اس حد تک نبی کی آمد اور آمد کے مقام کا اندازہ تھا کہ انھوں نے مدینہ کو اپنا مرکز بنالیا تھا اور

۱۔ یوحنا ۱۴: ۱۶۔

۲۔ یوحنا ۱۵: ۲۶۔

عربوں کو اکثر یہ بات جتاتے تھے کہ ہمارا نبی آنے والا ہے اور ہم اس کے ساتھ مل کر عرب پر غلبہ حاصل کر لیں گے قرآن مجید نے اس بات کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

وكانوا من قبل يستفتحون على الذين كفروا فلما جاءهم ما وعفوا

كفروا به۔ (البقرة ۸۹: ۲)

”اور پہلے ہمیشہ کافروں پر فتح کی دعا کیں مانگا کرتے تھے، تو وہ چیز جسے یہ خوب پہچانتے

تھے، جب ان کے پاس آ پہنچی تو انھوں نے اس کا انکار کر دیا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہودی اور عیسائی اپنی کتابوں میں بیان کردہ نشانیوں کے لحاظ سے حضرت محمد ﷺ کو پورے یقین

کیساتھ بطور نبی جانتے اور پہچانتے تھے۔ ارشاد ہے:

الذين آتٰينهم الكتاب يعترفون انه كما يعترفون ابناهم وان فريقا منهم ليكتمون

الحق وهم يعلمون۔ (البقرة ۱۳۶: ۲)

”جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ ان (محمد ﷺ) کو اس طرح سے پہچانتے ہیں جس

طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، مگر ان میں سے ایک فریق سچی بات کو جانتے ہو جھٹکتے ہوئے

چھپاتا رہتا ہے۔“

بنی اسرائیل اپنے آپ کو اللہ کی پسندیدہ قوم سمجھتے تھے، اور اس خوش گمانی میں مبتلا تھے کہ اپنی تمام تر مافریانیوں کے باوجود وہ جنت

میں جائیں گے اور یہ کہ وہ خدا کی چیمتی قوم ہیں۔ چنانچہ جب ان کی تمام تر خوش گمانیوں کے برعکس اللہ نے اپنے آخری نبی ﷺ کو بنی

اسرائیل میں مبعوث کر دیا تو یہود نے فرشتہ جبرائیل کو اپنا دشمن قرار دے دیا کہ انھوں نے دانستہ، وحی بجائے یہود پر اتارنے کے، بنی

اسرائیل کے ایک فرم محمد ﷺ پر نازل کر دی ہے۔ چنانچہ اس جلن اور حسد کی وجہ سے انھوں نے آپ ﷺ کا انکار کر دیا قرآن مجید نے

ان کی اس حرکت کو اس طرح سے بیان کیا ہے:

قل من كان عدو الجبريل فانه نزل له على قلبك باذن الله مصدقا لما بين يديه وهدى و

بشرى للمومنين۔ (البقرة ۹۷: ۲)

”کہ جو شخص جبرائیل کا دشمن ہے، تو اس نے (یہ کتاب) اللہ کے حکم سے تمہارے

دل پر نازل کی ہے جو پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے ہدایت و

بشارت ہے۔“

اس حسد اور جلن نے یہود اور عیسائیوں دونوں کو مسلمانوں کا دشمن بنا دیا۔ انھوں نے آنے والے نبی کے بارے میں اپنی کتابوں میں موجود

پیش گوئیوں کو اپنی دانست میں گویا ہمیشہ کے لیے مٹا دیا۔ لیکن اس تحریف کے باوجود اللہ نے بہت ساری نشانیاں ان کی کتابوں میں باقی رہنے دیں اور قرآن مجید میں، دونوں انداز میں ان کی تحریف کا پل بھی کھول دیا۔

چنانچہ اس پس منظر کے باعث مغربی مفکرین، بالعموم اسلام کے بارے میں مننی انداز فکر سے کام لیتے ہیں۔ اسلام کے تمام تعمیری کاموں کو نظر انداز کر کے صرف انہی پہلوؤں پر زور دیتے ہیں جن کے ذریعے سے وہ لوگوں میں اسلام کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلا سکیں۔ جب ہم استشرق اور مستشرقین کے بارے میں تحقیق کرتے ہیں تو لفظ ”استشرق“ میں تکلف کا جو مفہوم پایا جاتا ہے، اس کی وضاحت زیادہ آسانی سے ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہم اس کی تعریف اس طرح سے کریں گے کہ مغربی علماء و مفکرین جب اپنے مخصوص منہی مقاصد کے لیے اسلامی علوم و فنون کا مطالعہ کرتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیتے ہیں تو اس عمل کو استشرق کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر احمد عبدالحمید غراب کے نزدیک استشرق کی تعریف اس طرح سے ہے:

الاستشرق: هو دراسات ”أكاديمية“ يقوم بها غربيون كفرون من اهل الكتاب بوجه خاص، لاسلام والمسلمين، من شتى الجوانب: عقيدة وشرعية، وثقافة، وحضارة، وتاريخها، ونظمها، وثرواتها وامكانات... هدف تشوية الاسلام ومحاولة تشكيك المسلمين فيه، وتضليلهم عنه وفرض التبعية للغرب عليهم ومحاولة تبرير هذه التبعية بدراسات و نظريات تدعى العلمية والموضوعية، تزعم التفوق العنصري والثقافي للغرب المسيحي على الشرق الاسلامي۔ [۱]

”استشرق“، گنار اہل کتاب کی طرف سے، اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے مختلف موضوعات مثلاً عقائد و شریعت، ثقافت، تہذیب، تاریخ، اور نظام حکومت سے متعلق کی گئی تحقیق اور مطالعات کا نام ہے جس کا مقصد اسلامی مشرق پر اپنی نسلی اور ثقافتی برتری کے زعم میں، مسلمانوں پر اہل مغرب کا تسلط قائم قائم کرنے کے لیے ان کو اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات اور گمراہی میں مبتلا کرنا اور اسلام کو مخ شدد صورت میں پیش کرنا ہے۔“

ہم یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ استشرق صرف مشرقی لوگوں کی عادات، رسم و رواج، زبانوں اور علوم کے مطالعے کا نام نہیں ہے، اگر ایسا ہوتا تو یہودیت، عیسائیت اور دیگر تمام مشرقی مطالعات کو بھی استشرق کے ذیل میں رکھا جاتا۔ بلکہ یہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے خلاف ایک پوری تحریک ہے، جس کا آغاز اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ مشرق، اہل مغرب کے لیے ہمیشہ پر امر اردنیا کی حیثیت

اختیار کیے رہا ہے۔ اس کے بارے میں جاننے اور کھوجنے کی کوشش ہمیشہ سے کی جاتی رہی ہے۔ اہل مغرب کے سامنے مشرق کی پرکشش تصویر مغربی سیاح پیش کرتے تھے اور اپنے تجارتی اور سیاحتی سفروں کی کہانیاں بڑھا چڑھا کر بیان کرتے تھے۔ مشرق کے بارے میں ان کے علم کا بڑا ذریعہ مختلف سیاح تھے۔ مثلاً، اطالوی سیاح مارکو پولو (Marco Polo) (1254-1324)، اوڈوویکو ڈی وارٹھیمہ (Ludovico di Varthema) (1470-1517) وغیرہ۔ ان کے بارے میں کبھی کسی نے مستشرق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

تحریک استشرق کا آغاز

ہم یہ بات گزشتہ صفحات میں بیان کر چکے ہیں کہ اس تحریک کا آغاز اسلام کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ عیسائیوں اور یہودیوں نے اسلام اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا، لیکن ناکام رہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ کیے گئے معاہدات کی خلاف ورزی کے نتیجے میں یہودیوں کو مدینہ سے نکال دیا گیا اور ان کی نسلی و عینی برتری کا نشہ ٹوٹ گیا۔ حضرت عمرؓ کے دور حکومت کے اختتام تک ان لوگوں کو کوئی

خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی اور نہ ہی اسلام کے شاندار اور تابندہ نظریات کے سامنے کوئی اور فکر یا نظریہ اپنا وجود برقرار رکھ سکا۔ بلکہ یہود و نصاریٰ کے مذہبی و روحانی مرکز بیت المقدس پر بھی مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ ظہور اسلام کے ایک سو سال مکمل ہونے سے پہلے ہی اسلام اپنے آپ کو دنیا میں ایک روشن خیال، علم دوست، شخصی آزادیوں کے ضامن، عدل و انصاف، رواداری اور احترام انسانیت جیسی خوبیوں سے متصف، دین کے طور پر منو چکا تھا۔ یہ کامیابی یہود و نصاریٰ کو ہرگز گوارا نہ تھی۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں کا آغاز حیات نبوی ﷺ ہی میں ہو چکا تھا۔ لیکن ان کارروائیوں کا عموماً کچھ زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ مدینہ میں عیسائی راہب ابو عامر نے منافقین کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے لیے مسجد خرا تعمیر کرائی اور ساتھ ہی رومی سلطنت سے مسلمانوں کے خلاف مدد چاہی، لیکن اسے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ اسی طرح موتہ اور تبوک کی جنگوں میں بھی مسلمان کامیاب رہے۔ عہد خلافت راشدہ میں چونکہ نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ کثیر تعداد میں موجود تھے اور پوری اسلامی سلطنت میں ان کے حلقہء دروس پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمان ذہنی اور علمی لحاظ سے یہود و نصاریٰ سے کہیں آگے تھے، لہذا دشمنان دین کی سرگرمیاں زیادہ تر جنگ و جدل تک ہی محدود رہیں۔ لیکن اس محاذ پر بھی مسلمانوں کی برتری قائم رہی اور اسلامی ریاست کی حدود پھیلتی گئیں اور عیسائی و یہودی عوام اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ لیتے گئے۔ یہاں تک کہ ان کے مذہبی مقامات بیت المقدس وغیرہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ گئے۔ خلافت راشدہ کے آخری دور میں صحابہ کرام کی تعداد کم ہو چکی تھی اور نئے غیر تربیت یافتہ لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے، جو ابھی تک اپنے سابقہ عقائد و رسوم کو پورے طور پر نہیں چھوڑ سکے تھے۔ عبداللہ بن سبا اور اس طرح کے لوگوں

نے ان مسلمانوں میں غلط عقائد کو رواج دینا شروع کیا۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات کو بھڑکایا اور سادہ لوح لوگوں میں خانہء وصال کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانیں اور غلط سلسلہ احادیث اور قصے کہانیوں کو رواج دینا شروع کیا۔ پہلا آدمی جس نے باقاعدہ طور پر اسلام کے خلاف تحریری جنگ شروع کی وہ جان آف دمشق (یوحنا دمشقی) (749 – 676) تھا۔ اس نے اسلام کے خلاف دو کتب ”محاوَرہ مع المسلم“ اور ”ارشادات النصرانی فی جدل المسلمین“ لکھیں۔ کچھ لوگوں کی رائے یہ ہے کہ اس تحریک کا آغاز ۱۳۱۲ء میں ہوا جب فیٹا میں کلیسا کی کانفرنس ہوئی، جس میں یہ طے کیا گیا کہ یورپ کی جامعات میں عربی، عبرانی اور سریانی زبان کی تدریس کے لیے، پیرس اور یورپ کی طرز پر پیپرز قائم کی جائیں۔ [۱]

بعض اہل علم کے نزدیک یہ تحریک دسویں صدی میں شروع ہوئی جب فرانسیسی پادری ”جربرٹ ڈی اوریلیک“ (۹۴۶ء – ۱۰۰۳ء) (Gerbert d'Aurillac) حصول علم کے لیے اندلس گیا اور وہاں کی جامعات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۹۹۹ء سے ۱۰۰۳ء تک پوپ سلویٹر ثانی (Silvester II) کے نام سے پاپائے روم کے منصب پر فائز رہا۔ اسی طرح بعض نے اس کا آغاز ۱۲۶۹ء میں قرار دیا ہے جب قشتالیہ (Castile) کے شاہ الفونسو دہم (Alfonso X) (۱۲۲۱ء – ۱۲۸۴ء) نے ۱۲۶۹ء میں مرسیا (Murcia) میں اعلیٰ تعلیم کا ایک ادارہ قائم کیا اور مسلم، عیسائی اور یہودی علماء کو تصنیف و تالیف اور ترجمے کا کام سونپا۔ [۲]

اسی طرح بعض کے نزدیک اس تحریک کا بانی پطرس متزم (Peter the Venerable) (۱۰۹۲ء – ۱۱۵۶ء) تھا، جو کلونی (Cluny, France) کا رہنے والا تھا۔ اس نے اسلامی علوم کے تراجم کے لیے مختلف علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی جس میں مشہور انگریزی عالم رابرٹ آف کیٹن (Robert of Ketton) (1110 – 1160) بھی تھا۔ اس نے قرآن مجید کا پہلا لاطینی ترجمہ کیا، جس کا مقدمہ پطرس نے لکھا تھا۔ [۳]

اہل مغرب نے اس بات کی اہمیت کو سمجھ لیا تھا کہ مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے انھیں علمی میدان میں مسلمانوں کو شکست دینی ہوگی۔ اس کے لیے انھوں نے مختلف طریقے اختیار کیے۔ ایک طرف اپنے اہل علم کو مسلمانوں کے علوم و فنون سیکھنے پر لگایا اور دوسری طرف مسلمانوں میں، ان کے افکار کو دھندھالا۔ ان کی کوشش کی۔ ۱۵۳۹ء میں فرانس، ۱۶۳۲ء کیمبرج اور ۱۶۳۸ء میں آکسفورڈ میں عربی و اسلامی علوم کی پیپرز قائم کی گئیں۔ ۱۶۷۱ء میں فرانس کے شاہ لوئی چہارم (Louis XIV of France) (1638–1715) تمام اسلامی ممالک سے اپنے کارندوں کے ذریعے سے مخطوطات اکٹھے کروائے اور اس سلسلے میں تمام ممالک میں موجود غارت خانوں کو ہدایت کی کہ اپنے تمام افرادی اور مالی وسائل استعمال کریں۔ [۴]

۱۔ ضیاء النبی، (بحوالہ: الانصواء علی الاستشراف والمستشرقین، ص ۱۵) ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۱۸ھ، ج ۶، ص ۱۳۶۔

۲۔ الاستشراف والمستشرقون، مصطفیٰ اسحاق، دارالوراق للنشر والتوزيع، ص ۱۸۔

۳۔ الاستشراف، ص ۵۔ [۴] ضیاء النبی، پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور ۱۴۱۸ھ، ج ۶، ص ۱۵۶۔

مستشرقین کے مقاصد و اہداف

۱۔ دینی اہداف

یہودی اور عیسائی جو کہ خود کو اللہ کی پسندیدہ قوم قرار دیتے تھے اور آنے والے نبی کے منتظر اور اس کے ساتھ مل کر ساری دنیا پر قبضہ کرنے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن جب اللہ نے ان کی نافرمانیوں اور بد کاریوں کے باعث فضیلت کے منصب سے محروم کر کے نبوت و رسالت کی ذمہ داری بنو اسماعیل کے ایک فرزند محمد ﷺ پر ڈال دی تو وہ حسد اور جلن کے باعث ہوش و حواس کھو بیٹھے اور باوجود آپ ﷺ کو نبی کی حیثیت سے پہچان لینے کے، آپ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ اسلام چونکہ انتہائی سرعت سے عرب کے علاقے سے نکل کر دنیا کے ایک بڑے حصے پر چھا گیا تھا، اس لیے یہود و نصاریٰ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ اگر اسلام اسی رفتار سے پھیلتا گیا تو ایک دن ان کا دین بالکل ہی نہ ختم ہو جائے۔ چنانچہ انھوں نے سوچا کہ ایک طرف اسلامی تعلیمات پر شکوک و شبہات کے پردے ڈالے جائیں اور اسے ناقص، ناکام، اور غیر الہامی فلسفہ قرار دیا جائے۔ دوسری طرف یہودیوں اور عیسائیوں کو اسلام قبول کرنے سے روکا جائے اور تمام دنیا میں اپنے مذہب کا پرچار کیا جائے۔ اس کام کے لیے انھوں نے پادریوں کی تربیت کی اور مسلم ممالک سے اسلامی علوم کی کتب جمع کر کے ان میں سے ایسی کمزوریاں تلاش کرنے کی کوشش کی جس سے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کیا جاسکے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی ذات، ازواجِ مطہرات، احمادیت، سیرت صحابہ، ہر چیز کو بدفہم بنایا اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ مسلمانوں میں اتحاد اور اخوت کو ختم کر کے ان میں مختلف نسلی، لسانی اور علاقائی تعصبات کو ابھارنے کی کوشش کی۔

۲۔ علمی اہداف

اگرچہ مستشرقین میں کچھ منصف مزاج لوگ بھی موجود ہیں جو کبھی کبھار کوئی صحیح بات بھی منہ سے نکال لیتے ہیں، لیکن چونکہ ان کی تربیت میں یہ بات داخل ہو چکی ہے کہ عیسائیت ہی صحیح دین ہے، اس لیے وہ اسلامی تعلیمات کو ہمیشہ اپنے انداز سے دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صدیوں پر محیط اسلام دشمن پروپیگنڈا کی وجہ سے مغربی عوام کے اذہان اسلام کے بارے میں کوئی صحیح بات آسانی سے قبول نہیں کرتے۔ ان کے علماء و فضلاء نے علمی تحریکوں اور تحقیق و جستجو کے نام پر صرف اسلام مخالف مواد ہیں جمع کیا ہے۔ یہودی اور عیسائی جو ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن رہے ہیں اور عیسائی یہود کو حضرت عیسیٰ کے قاتل کی حیثیت سے دیکھتے تھے، لیکن مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے صدیوں کی رقابت کو بھول کر باہم شیر و شکر ہو گئے۔ یہ لوگ بروہ کام کرنے پر متفق ہو چکے ہیں جس سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچایا جاسکے۔ مختلف ادارے اور انجمنیں بنا کر مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے، سائنسی بنیادوں پر کام کر رہے ہیں۔ اسلام چھوڑنے والوں کو باقموں باتھو لیا جاتا ہے، مسلمان عورتوں میں آزادی اور بے پردگی کو فروغ دیا جاتا ہے۔ غریب ممالک میں عیسائی تنظیمیں نلاحی کام کی آڑ میں عیسائیت کا پرچار کر رہی ہیں۔ مسلمان ممالک کے پالیسی ساز اداروں پر اثر انداز ہو کر تعلیمی انصاف اور طریق تعلیم کو اپنی مرضیکے مطابق کرنے کی بھرپور کوشش کی جاتی ہے۔

۳۔ اقتصادی و معاشی اہداف

استشراق کی اس تحریک کا آغاز اگرچہ اسلام کے بڑھتی ہوئی طاقت کو روکنے کے لیے ہوا تھا، لیکن بعد میں اس کے مقاصد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اہل مغرب نے مسلم ممالک کی تکنیکی مہارت حاصل کرنے کے لیے اور اپنے معاشی مفادات، اور تجارتی معاملات کو بہتر بنانے کے لیے بھی عربی زبان اور اسلامی تہذیب و ثقافت کا مطالعہ کیا۔ مسلم ممالک میں اپنے اثر و نفوذ کو بڑھایا اور مقامی طور پر ایسے حالات پیدا کرنے کی کوشش کی کہ ان ممالک کے وسائل مکمل طور پر نہ سہی، کسی حد تک اہل مغرب کے ہاتھوں میں چلے جائیں۔ مشرق کو اہل مغرب سونے کی چڑیا قرار دیتے تھے۔ مغرب جب صنعتی دور میں داخل ہوا تو اس کی نظر مشرق میں موجود خام مال کے ذخیروں پر تھی۔ اسی لیے تمام ممالک نے مختلف مشرقی ممالک میں اپنے اثر و نفوذ کو بڑھانے اور ان کو اپنی کالونیاں بنانے کی کوشش کی۔ اس سلسلے میں برہمن کے غیر اخلاقی حربے استعمال کیے گئے اور آزادی، انصاف اور رحم و مروت کے تمام اصولوں کو فراموش کر دیا گیا۔ ایک انگریز ادیب ”سڈنی لو“ نے مغربی اقوام کے بارے میں اپنے ہم قوموں کا رویے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

”مغرب کی عیسائی حکومتیں کئی سالوں سے اہم شرقیہ کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہیں اس سلوک کی وجہ سے یہ حکومتیں چوروں کے اس گروہ کے ساتھ کتنی مشابہت رکھتی ہیں جو پرسکون آبادیوں میں داخل ہوتے ہیں، ان آبادیوں کے کمزور مکینوں کو قتل کرتے ہیں اور ان کا مال و اسباب لوٹ کر لے جاتے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ یہ حکومتیں ان قوموں کے حقوق پا مال کر رہی ہیں جو آگے بڑھنے کی تگ و دو میں مصروف ہیں۔ اس ظلم کی وجہ کیا ہے جو ان کمزوروں کے خلاف روا رکھا جا رہا ہے۔ کتوں جیسے اس لالچ کا جواز کیا ہے کہ ان قوموں کے پاس جو کچھ ہے وہ ان سے چھیننے کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ یہ عیسائی قوتیں اپنے اس عمل سے اس دعویٰ کی تائید کر رہی ہیں کہ طاقت و کثرت پختہ ہے کہ وہ کمزوروں کے حقوق غصب کرے۔“ [۱]

۴۔ سیاسی و استعماری اہداف

اتفاق سے جب یہود و نصاریٰ کی سازشوں اور مسلمانوں کی اپنی اندرونی کمزوریوں کے نتیجے میں مسلمان زوال کا شکار ہوئے تو اسی اثنا میں مغرب میں علمی و سائنسی ترقی کا آغاز ہو رہا تھا۔ کچھ اسلام دشمن مفکرین اور مصنفین کی وجہ سے اور کچھ صلیبی جنگوں کے اثرات کے تحت اہل مغرب مسلمانوں کو اپنا سب سے بدترین دشمن گردانتے تھے۔ ان کی ساری جدوجہد اسلام کے روشن چہرے کو مسخ کرنے، نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی شخصیات کو ان کے مرتبے سے گرانے اور قرآن و حدیث میں شکوک و شبہات پیدا کرنے میں

صرف ہو رہی تھی۔ مثال کے طور پر فلپ کے ہٹی (۱۸۸۶-۱۹۷۸) (Philip Khuri Hitti) اپنے ہم مذہب لوگوں کے رویوں پر اس طرح سے تبصرہ کرتا ہے:

”قرون وسطیٰ کے عیسائیوں نے محمد ﷺ کو غلط سمجھ اور انھیں ایک حقیر کردار خیال کیا۔ ان کے اس رویے کے اسباب نظریاتی سے زیادہ معاشی اور سیاسی تھے۔ نویں صدی عیسوی کے ایک وقائع نگار نے ایک جھوٹے نبی اور مکار کی حیثیت سے آپ کی جو تصویر کھینچی تھی بعد میں اسے جنس پرستی، آوارگی اور قزاقی کے شوخ رنگوں سے مزین کیا گیا۔ پادریوں کے حلقوں میں محمد ﷺ دشمن مسیح کے نام سے مشہور ہوئے۔“ [۱]

اسلام سے اس دشمنی اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کے خوف نے یہود و نصاریٰ کو ایک ایسے نہ ختم ہونے والے خط میں مبتلا کر دیا جو اسلام کے خاتمے کے بغیر ختم ہونے والا نہیں تھا۔ انھوں نے ایک طرف تو مسلمانوں کو دینی اور اخلاقی لحاظ سے پست کرنے کی کوشش کی اور دوسری طرف ایسا منصوبہ بنایا کہ مسلمان دوبارہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑے نہ ہو سکیں۔ اپنے سابقہ تجربات کی بنیاد پر ان لوگوں کو علم ہو گیا تھا کہ مسلمانوں کو جنگ و جدل کے ذریعے سے ختم کرنا ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہے۔ اس لیے انھوں نے اندھا دھند جنگی اقدام کے بجائے، متبادل طریقوں سے مسلمانوں کو کمزور کرنے اور ان کے وسائل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ طویل منصوبہ بندی کے ذریعے مسلمانوں کی قوت اور طاقت کی بنیادوں کو جان کر ان کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ علماء و محققین کے پردے میں مسلم ممالک میں اپنے تربیت یافتہ لوگوں کو بھیج کر مسلمانوں کی دینی حیمت، اتحاد و اخوت، جہاد، پردہ وغیرہ جیسی امتیازی اقدار کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ہی مختلف علاقائی، نسلی اور مسلکی تعصبات کو بھادینے کی کوشش کی۔ پہلے مرحلے میں مسلمانوں کے مذہبی اور سیاسی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے بعد، اپنے اثر و نفوذ میں اضافہ کر کے کمزور ممالک کو اپنی طفیلی ریاستوں کی صورت دے دی۔ اس طرح ایک طرف تو مسلمان ہر لحاظ سے کمزور ہو گئے اور دوسری طرف ان کے تمام وسائل پر یہود و نصاریٰ کا قبضہ ہو گیا۔ جرمن مفکر پاول شمٹ (Paul Schmidt) نے اپنی کتاب میں تین چیزوں کو مسلمانوں کی شان و شوکت کا سبب قرار دیتے ہوئے، ان پر قابو پانے اور ختم کرنے کی کوششوں پر زور دیا ہے:

”۱۔ دین اسلام، اس کے عقائد، اس کا نظام اخلاقی اور مختلف نسلوں، رنگوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں میں رشتہ اخوت استوار کرنے کی صلاحیت۔

۲۔ ممالک اسلامیہ کے طبعی وسائل۔

۳۔ مسلمانوں کی روز افزوں عددی قوت۔‘

چنانچہ، مسلمانوں کی قوت و طاقت کی اصل بنیادوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتا ہے:

‘اگر یہ تینوں قوتیں جمع ہو گئیں، مسلمان عقیدے کی بنا پر بھائی بھائی بن گئے اور انہوں نے اپنے طبعی وسائل کو صحیح صحیح استعمال کرنا شروع کر دیا، تو اسلام ایک ایسی مہیب قوت بن کر ابھرے گا جس سے یورپ کی تباہی اور تمام دنیا کا اقتدار مسلمانوں کے ہاتھوں میں چلے جانے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا۔‘ [۱]

استشراق کے موضوع پر اہم عربی کتب

[۱]

نام کتاب:	الاستشراق، وجہ لاء استعمار الفکری
نام مصنف:	ڈاکٹر عبدالمتعال محمد الجبری
زبان:	عربی
مطبع:	مکتبہ وہبہ، عابدین، قاہرہ۔
تعداد صفحات:	۲۹۴
سن اشاعت:	۱۹۹۵ء
طبع:	اول
تعارف مشمولات:	

یہ کتاب، جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، دور حاضر کے ایک نہایت اہم موضوع ”استشراق“ سے متعلق ہے۔ اس کتاب کے مقصد طباعت کے بارے میں مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان فرماتے ہیں:

فهذه دراسة عن الاستشراق واهدافه العامة، تكشف عن طريقة وطبيعة دراسة

المستشرقين للإسلام وتاريخه والسيره النبوية المظهرة، ورد على ابا طيلهم۔ [۱]

”یہ استشراق اور اس کے عمومی اہداف کا مطالعہ ہے، جس میں مستشرقین کے اسلام

تاریخ اسلام اور سیرت نبوی ﷺ کے متعلق مطالعات کے طریق کار اور رویے کو

بیان کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے جھوٹے الزامات کا رد کیا گیا ہے۔“

۱۔ الاستشراق، وجہ لاء استعمار الفکری، مکتبہ وہبہ، عابدین، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ء، ص ۷۔

کتاب کے تین ابواب ہیں جن کو فصول کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ان میں درج ذیل ترتیب سے استشراق اور مستشرقین کے اہداف و مقاصد کا محاکمہ کیا گیا ہے۔

باب اول: استشراق اور اس کے اہداف: (صفحہ ۱۱ تا ۱۷۴)

اس باب میں استشراق کا عمومی تعارف اور مستشرقین کے اہداف و مقاصد کا بیان ہے۔ ان میں علمی، اقتصادی، سیاسی، تبلیغی و مشنری اہداف و مقاصد کا جامع تجزیہ کیا ہے۔

باب دوم: تاریخ استشراق: (صفحہ ۱۷۵ تا ۲۰۶)

دوسرا باب تاریخ استشراق سے متعلق ہے جس میں اندلس، فرانس، صقلیہ، اٹلی، روس، ڈنمارک، ہالینڈ، امریکہ اور برطانیہ وغیرہ میں استشراتی مقاصد کے لیے کئے گئے کام اور اس میں شامل مستشرقین کا ذکر کیا ہے۔

باب سوم: مستشرقین اور ان کی تحریروں کا جائزہ (صفحہ ۲۰۷ تا ۲۸۴)

اس حصے میں مستشرقین کے تحریری کام کا جامع جائزہ پیش کیا ہے۔ اس جائزے میں مصنف نے ہر پہلو سے مستشرقین کے کام کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھا ہے۔ ان کے نہاں تعصب، علمی خیانتوں، عداوتیں، روایات کے ذریعے اسلام کے متفق علیہ معاملات کو مشکوک بنانے کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح مشہور عام تاریخی حقائق و واقعات کی تحقیق کر کے اصل صورت حال قاری کے سامنے پیش کی ہے۔ مثلاً کتب خانہ اسکندریہ کو جلانے کا الزام مسلمانوں پر لگانا، تورات و انجیل کی حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پیش گوئیوں میں یہود و نصاریٰ کی تحریف، تاریخ، کون ڈی پرسی وال (۱۸۳۵ء) (Jean-Jacques-Antoine Caussin De Perceval) کی کتاب ”تاریخ الاسلام“ میں مکہ اور کعبہ کا پانچویں صدی عیسوی سے پہلے وجود نہ ہونے کے بارے میں ہرزہ سرائی، بنو امیہ پر بلا وجہ جنگ و جدل اور ہوں ملک گیری کے اتہام، اسلامی فتوحات کے بارے میں پھیلائے گئے شکوک و شبہات وغیرہ۔

[۲]

نام کتاب:	موسوعۃ المستشرقین
نام مصنف:	ڈاکٹر عبدالرحمن بدوی
زبان:	عربی
مطبع:	دارالعلم للملایین، بیروت، لبنان۔

تعداد صفحات: ۶۴۰

ن اشاعت: جولائی ۱۹۹۳ء

طبع: ثالث

تعارف مشمولات:

یہ کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، مستشرقین کا دائرہ معارف ہے۔ مصنف نے انتہائی محنت اور توجہ سے انجائے عالم سے مستشرقین کے بارے میں معلومات اکٹھی کر کے اس مجموعے میں جمع کر دی ہیں۔ اسٹراک اور مستشرقین کے موضوع پر تحقیق کرنے والے افراد کے لیے اس کتاب سے صرف نظر کرنا بہت مشکل ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں الف بانی ترتیب کے ساتھ دوسو ستاسی (۲۸۷) مستشرقین کے مکمل کوائف جمع کر دیے ہیں۔ ان کوائف میں مستشرقین کے حالات زندگی، تعلیم تربیت، علمی و تحقیقی کام اور ان کی کتب، مقالات، تراجم وغیرہ کا تعارف شامل ہے۔ کتاب میں کوئی مقدمہ یا ابتدائیہ نہیں ہے، جس سے یہ جاننے میں بہت مشکل پیش آتی ہے کہ مصنف نے خود کن حالات میں اس کٹھن کام کو انجام دیا ہے۔ وہ کیا وجوہات تھیں جن کے زیر اثر اس نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور ان اعداد و شمار کے حصول میں اس کو کس قدر مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی طرح خود مصنف کے اپنے حالات و کوائف کا بھی کوئی ذکر اس کتاب میں نہیں ہے۔

مستشرقین کا ذکر کرنے کے علاوہ فاضل مصنف نے دو مبسوط مقالات بھی کتاب میں شامل کیے ہیں۔ پہلا مقالہ یورپ میں پریس کے آغاز اور خاص طور پر قرآن مجید کی طباعت کی تاریخ کے بارے میں مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ الاطینی اور یونانی زبانوں میں عربی کی لغات کی طباعت کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ دوسرے مقالے میں یورپ، ایشیا اور کئی دوسرے ممالک میں قرآن مجید کی طباعت و اشاعت کی تاریخ بڑی جامعیت سے ذکر کی گئی ہے۔ یہ دونوں مقالات اگر کتاب کے آغاز یا آخر میں ہوتے تو قارئین کے لیے بہت مفید ثابت ہوتے۔ لیکن مصنف نے ان کو کتاب کے تقریباً وسط میں مستشرقین کی الف بانی ترتیب کے اندر بالترتیب (م: مطبع، معجم اوراق: قرآن) کے ذیل میں درج کیا ہے۔ اس کا نتیجہ، لامحالہ یہ نکل سکتا ہے کہ کتاب کو سرسری طور پر دیکھنے والا قاری اتنے اہم مقالات سے محروم رہ سکتا ہے۔ کتاب کے آخر میں تمام مشمولات کی فہرست دی گئی ہے جس میں الف بانی ترتیب کے ساتھ تمام مستشرقین کی فہرست بھی موجود ہے۔

نام کتاب:	الاسلامیات، بین کتابات المستشرقین والباحثین المسلمین
نام مصنف:	ابوالحسن علی ندوی
زبان:	عربی
مطبع:	موسسہ الرسالہ، بیروت، لبنان۔
تعداد صفحات:	۸۲
سن اشاعت:	۱۹۸۶ء
طبع:	ثالث

تعارف مشمولات:

یہ کتاب برصغیر پاک و ہند کے معروف عالم دین اور محقق ابوالحسن علی ندوی کی تحقیق پر مبنی ہے۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ، انڈیا نے ۲۱ تا ۲۳ فروری ۱۹۸۲ء میں ”شبلی نیشنل پوسٹ گریجویٹ کالج“ میں استشرق کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کی صدارت علامہ یوسف القرضاوی نے کی۔ کانفرنس میں عالم اسلام کے معروف علماء و محققین نے شرکت کی اور اپنے مقالات پیش کیے۔ زیر نظر کتاب اسی کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالے پر مشتمل ہے، جو مولانا ابوالحسن علی ندوی نے پیش کیا۔ مقالے میں ابتدائی کلمات میں فاضل مصنف نے اسلام کی نظر میں حق گوئی، عدل و انصاف اور پاس امانت کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا ذکر کرنے کے بعد مستشرقین کی ان کوششوں کا اعتراف کیا جو انھوں نے اسلامی علوم کے سلسلے میں کی ہیں۔ ان میں پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ (T. W. Arnold)، ایٹیلے لین پول (Stanley Lane Pool)، ڈاکٹر سپرنگر (Dr. Aloys Sprenger)، ایڈورڈ ولیم لین (Edward William Lane)، اے۔ جے۔ ونسک (A. J. Wensinck)، جی۔ بی۔ سٹرنج (G. B. Strenge) کا ذکر کرتے ہوئے ان کی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے بعد انھوں نے مستشرقین کی کتب میں موجود خامیوں، کوتاہیوں اور متعصبانہ تحریروں کا ذکر کرتے ہوئے ان کو ایسے (Drain Inspector) سے تشبیہ دی ہے جس کو صرف گندگی ہی نظر آتی ہے۔ اس

کے بعد انھوں نے اسلامی دنیا کا ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں کی علمی غفلت اور کمزوری کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ ان کو اسلامی علوم کے سلسلے میں غیر مسلم مستشرقین کی کتب سے استفادہ کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے مسلم دنیا کے علما و محققین کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اغلاط سے پاک اور خالص اسلامی تحقیق پر توجہ دیں اور مستشرقین کی تصانیف کا تنقیدی جائزہ لیں۔ کیونکہ انھوں نے اپنے تعصب اور اسلام دشمنی کے باعث، احقاق حق کے بجائے اسلامی تعلیمات و افکار کو دھندلانے اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ کتاب کے آخر میں انھوں نے یورپ، عرب، ایران، ترکی، پاکستان اور ہندوستان کے کچھ اداروں، محققین اور ان کی تصانیف کا ذکر بھی کیا ہے۔

[۴]

نام کتاب:	المستشرقون الناطقون بالانجليزية
نام مصنف:	ڈاکٹر عبداللطیف الطیباوی (ترجمہ: ڈاکٹر قاسم السامرائی)
زبان:	عربی
مطبع:	ادارۃ ثقافت والنشر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ -
تعداد صفحات:	۲۱۶
سن اشاعت:	۱۹۹۱ء

تعارف مشمولات:

ڈاکٹر عبداللطیف الطیباوی (۱۹۱۰ء - ۱۹۸۱ء) ایک بہترین محقق اور استاد تھے۔ انھوں نے ایک طویل عرصہ تک یورپی مستشرقین کی تصانیف، اسلامی علوم کے بارے میں ان کی تحقیقات اور ان کے پس پشت مقاصد کا مطالعہ کیا ہے۔ زیر نظر کتاب ان کی انگریزی کتاب "English Speaking Orientalists" کا عربی زبان میں ترجمہ ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں مستشرقین کے طریق کار، اسلوب، تالیفات اور مقاصد کا بڑی خوبی اور کامیابی سے احاطہ کیا ہے۔

کتاب کا پہلا مقدمہ "تقدیم" کے نام سے، مدیر جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، عبداللہ بن عبدالمحسن ترکی نے لکھا ہے اور مصنف اور کتاب کے مشمولات کا جامع تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے بعد "المقدمہ" کے نام سے

مترجم ڈاکٹر قاسم سامرائی کے قلم سے لکھا ہوا مقدمہ ہے جس میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ اس کتاب کی بنیاد، ڈاکٹر طیب باوی کے دو مقالات ہیں۔ ان میں سے ایک مجلہ ”العالم الاسلامی“ امریکہ میں ۱۹۶۳ء، مجلہ ”المركز الثقافي الاسلامی“ لندن میں ۱۹۶۴ء، انگریزی و جرمن زبانوں میں ۱۹۶۵ء اور فارسی زبان میں ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ ڈاکٹر طیب باوی نے کتاب کے آغاز میں استشراقی کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ کوئی نئی تحریک نہیں ہے، بلکہ اس کا آغاز حنصور ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اسلام کی مخالفت کی اور اس کی روشن تعلیمات کو دھندلانے کی کوشش کی۔ انھوں نے (معاذ اللہ) اسلام کو شیطانی مذہب، قرآن مجید کو خرافات کا مرتع اور رسول اللہ ﷺ کو نبی کا ذب قرار دیا۔ ان کی دشمنی و عداوت میں مزید شدت صلیبی جنگوں کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ مصنف نے اسلامی علوم کے متعلق انگریزی زبان میں کیے جانے والے مستشرقین کے کام کا جامع تعارف پیش کرتے ہوئے، ان کے پس پشت مقاصد پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

زیر نظر کتاب کو دو ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں آٹھ فصول اور دوسرے باب میں چھ فصول ہیں۔ آخر میں چار ضمیمہ جات، ”جریدۃ الاشارات والتعلیقات“ کے نام سے حوالہ جات اور اقتباسات کی فہرست اور فہرست مضامین دی گئی ہے۔

(۵)

نام کتاب: الاستشراق، والخلفیۃ الفکریۃ للصرایح الحضاری

نام مصنف: ڈاکٹر محمود حمادی زفزوق

زبان: عربی

مطبع: دار المعارف، کورنیش النیل، قاہرہ

صفحات: ۱۶۹

سن اشاعت: ۱۹۹۷ء

طبع: اول

زیر نظر کتاب تین فصول پر مشتمل ہے۔ کتاب کے آغاز میں ”کلمۃ الی القاری“ کے عنوان سے، مصنف نے کتاب کی تالیف کے اسباب اور وجوہات کو بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی بنیاد مصنف کا ایک لیکچر ہے جو آپ نے ۱۹ دسمبر ۱۹۸۲ء میں ”الاسلام والاستشراق“ کے عنوان سے دو حصہ بقطر میں ہونے والی ایک کانفرنس میں دیا تھا۔ مذہبی و دینی امور کی

وزارت نے موضوع کی اہمیت کے پیش نظر اس کو مزید تفصیل کے ساتھ کتابی شکل میں پیش کرنے کی گزارش کی۔ چنانچہ مصنف نے ۱۹۷۹ء میں کتاب ”الاسلام فی الفكر الغربی“ تصنیف کی۔ اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن ”الاسلام فی مراة الفكر الغربی“ کے عنوان سے مزید اضافات کے ساتھ، دارالفکر العربی سے ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا۔ زیر نظر کتاب ایک لحاظ سے ان سب کتب کی جامع ہے۔ اس میں سابقہ کتب کے مباحث کے ساتھ ساتھ نئے اضافات بھی کیے گئے ہیں۔

ابتدائی تعارف کے بعد مقدمہ ہے جس میں مصنف نے استشراق کی اہمیت اور مغربی دنیا اور عالم اسلام میں مغربی مفکرین کی تحقیقات کے اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ کے بقول یورپی محققین نے اپنی تحریروں میں اسلام کی صحیح تصویر پیش نہیں کی۔ ان کی معلومات کا سارا انحصار اورداد اور مغربی مفکرین کی تحریروں پر ہے۔ وہ اسلام کو اس کے اصل مصادر کے ذریعے سے نہیں جان پائے۔ اس وجہ سے جو فکری لغزشیں ان کے پیش رو مفکرین نے کی ہیں، بعد میں آنے والے تمام محققین اور مفکرین انھی کو تھامے ہوئے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور فکر کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کے اصل مصادر سے رجوع کیا جائے۔ ان مفکرین کے کام کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ نہایت مفید کام پر مشتمل ہے، جس میں عربی مخطوطات کی ترتیب و تدوین، لغات، معاجم اور فہارس کی تیاری ہے۔ اسی طرح اسلامی علوم و فنون سے متعلق بہت ساری مفید تحقیق ان کے ہاتھوں سے انجام پائی ہے۔ لیکن اس کے برعکس ان کے کام کا دوسرا حصہ جو قرآن، سنت، حدیث، تاریخ اور اسلامی احکام و مصالح سے متعلق ہے، اس میں ان لوگوں نے متعلقہ علوم و فنون سے واقف ہونے اور اصل مصادر تک رسائی نہ ہونے کے باعث ٹھوکر کھائی ہے اور غلط توجیہات کی ہیں۔

کتاب کی پہلی فصل ”مدخل تاریخی“ میں تحریک استشراق کے آغاز، اہداف اور اس کے ارتقاء کی تاریخ پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسری فصل ”المستشرقون وموقفهم من الاسلام“ میں مختلف اسلامی علوم و فنون کے میدانوں میں مستشرقین کے تحقیقی و تصنیفی کاموں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً، تدریس مخطوطات کی تدوین و حفاظت، تحقیق و تصنیف، ترجمہ، تاریخ ادب عربی، دائرة المعارف الاسلامیہ اور معاجم وغیرہ۔ اسی طرح اس فصل میں مستشرقین کی طرف سے قرآن، حدیث، سنت، شریعت اور دیگر اسلامی علوم کی غلط تفہیم اور تعبیر کی مثالیں بھی پیش کی گئی ہیں۔ تیسری فصل میں تحریک استشراق کے بارے میں مسلمانوں کے موقف کو بیان کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو ان کے مقابلے کے لیے تیار کرنے کے لیے مفید تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ آخر میں فہرست مشمولات اور اس سے پہلے ایک ضمیمہ ”مرکز الدراسات والموسوعات الاسلامیہ“ ہے۔ یہ مرکز مصنف کی کوشش اور توجہ کے نتیجے میں وزارت اوقاف کی

زیرنگرانی ۱۹۹۶ء میں قائم ہوا۔ اس کا مقصد اسلامی کتب کو عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنا، اسلامی تعلیمات سے متعلق مستشرقین اور دیگر غیر مسلم محققین کی طرف سے کیے گئے اعتراضات اور شکوک و شبہات کا ازالہ کرنا اور غیر اسلامی فکر کے مقابلے میں مسلم محققین اور علماء کو تیار کرنا ہے۔

(۶)

نام کتاب: الاستشراق والمستشرقون (ماہم وما علیہم)

نام مصنف: ڈاکٹر مصطفی السباعی

زبان: عربی

مطبع: دارالوراق للنشر والتوزیع

تعداد صفحات: ۸۸

سن اشاعت:

کتاب کا مقدمہ مصنف کے فرزند، حسان مصطفی السباعی نے لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ آج کا مسلمان اپنی عظیم الشان اور عظیم المثال تاریخ کے سامنے شرمندہ کھڑا ہے۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ آج ہمارے بچوں کو جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ غیر مسلم محققین کا دریافت کردہ مسموم علم ہے۔ اور ان کا بنیادی مقصد اسلامی تہذیب و ثقافت، آداب و اخلاق اور علوم و معارف کو دھندلانا اور ان میں شکوک و شبہات پیدا کرنا ہے۔ مصنف نے اس کتاب میں تاریخ استشراق اور مستشرقین کے اسلام پر کیے گئے حملوں کے کچھ گوشوں کی نشان دہی کی ہے۔ [۱]

مصنف نے آغا ز میں استشراق کی مختصر تاریخ بیان کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ تاریخ سے اس معاملے کوئی مستند اور متعین ریکارڈ دستیاب نہیں ہو سکا کہ سب سے پہلے اہل مغرب میں سے کس نے استشراق کا آغاز کیا۔ البتہ تاریخی ریکارڈ سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ اندلس کی اسلامی سلطنت کی علمی ترقی اور عروج کے زمانے میں کئی مغربی

۱۔ اس کتاب کے کچھ حصے مجلہ ”حضارة الاسلام“ میں اور کچھ ”السنة ومكانتها في التشريع الاسلامي“ میں شائع ہو چکے ہیں۔

پادریوں اور علما نے وہاں کی جامعات میں مسلمان اساتذہ سے علم حاصل کیا اور قرآن اور عربی زبان کی دیگر کتب کو اپنی زبانوں میں منتقل کیا۔ ان لوگوں میں فرانسیسی پادری جربرٹ (Jerbert)، جو ۹۹۹ء میں رومی کلیسا کا پوپ بنا، پطرس محترم ((1092-1156 اور جیرارڈ ڈی کریبون (1114-1187) شامل ہیں۔ ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے ممالک میں اسلامی علوم و معارف کے مطالعے کے لیے مدارس قائم کیں اور عربی کتب کے یورپی زبانوں میں ترجمے کا کام شروع کیا۔

اس کے بعد استشرق کے اہداف و مقاصد کو تفصیل سے بیان کیا ہے جن کا خلاصہ یہ ہے:

- ۱۔ مسلمانوں میں نبی کریم ﷺ، قرآن مجید، شریعت اور فقہ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنا۔
- ۲۔ اسلامی تہذیب اور افکار کو دھندلانا اور یہ دعویٰ کرنا کہ یہ رومی تہذیب سے مستعار ہیں۔
- ۳۔ مسلمانوں کے مستند علما اور ان کے کام میں شکوک پیدا کرنا۔
- ۴۔ اسلامی اخوت کو ختم کر کے، علاقائی اور لسانی تعصبات کو تخلیق کرنا۔
- ۵۔ سیرت، قرآن اور دیگر علوم کے بارے میں کتب کی تصنیف اور ان کی نصوص میں عہد تحریف کرنا۔
- ۶۔ اسلامی ممالک میں تبشیری (مشرقی) وفود بھیجنا اور انسانی حقوق اور رقابی کاموں کے پردے میں عیسائیت کے فروغ کے لیے کام کرنا۔

اس کے بعد اس مقصد کے لیے جاری کیے گئے مجاہدات کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ ان مستشرقین اور ان کے تصنیفی کام کا ذکر بھی کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ہیں۔ مثلاً آربری (A.J.Arberry)، الفرڈ جیوم (A. Geom)، بیرن گراڈی واکس (Baron Garra De Vaux)، گیب (H.A.R.Gibb) گولڈ زیہر (Gold Ziher) جون مائیکارڈ (Mynard)، زویمر (S.M.Zweimer) عزیز عطیہ سوریال، گرونبام (G.V.Grunbaum) فلپ حتی (Philip Hitti) اے جے ونسینک (A.J.Wensink) لوئی میسینون (L. Massignon) ڈی. بی. میکڈونلڈ (D.B.McDonald)، ڈی ایس مارگولیوتھ (D.S.Margoliouth)، آر. اے. نکلسن، ہنری لیمنس (Henry Lammens)، جوزف شاخت (J.Schacht) شامل ہیں۔

نام کتاب:	المستشرقون والحدیث النبوی
نام مصنف:	ڈاکٹر محمد بہاء الدین
زبان:	عربی
مطبع:	دار الانتہاش للنشر والتوزیع، العبدی، عمان۔
طبع:	اول
تعداد صفحات:	۳۲۱
سن اشاعت:	۱۹۹۹ء

یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کو عسکری میدان میں شکست دینے کی بہت ساری کوششیں کیں۔ لیکن کوئی بھی ایسی کوشش اسلام اور اس کے پیغام کو ختم نہیں کر سکی۔ اسلام میں وہ قوت موجود ہے جو آب حیات کی طرح مسلمانوں میں پھر سے زندگی کی روح پھونک دیتی ہے۔ چنانچہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ایک نئے میدان کا انتخاب کیا اور اسلامی تعلیمات میں شکوک پیدا کرنے کی جدوجہد شروع کر دی۔ مصنف کتاب کے مقدمے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دین کی تکمیل کر کے اس کو عملی شکل میں نافذ کیا ہے۔ اس لیے آپ کا اسوہ حسنہ زندگی کے تمام معاملات، عقائد و احکام، عبادات و معاملات، آداب وغیرہ میں مسلمانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔ آپ کی ساری زندگی کا ایک ایک لمحہ آپ کے صحابہ کے ذریعے سے ریکارڈ ہو گیا ہے، جو کہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔ آپ کے اسوہ حسنہ کی اہمیت کے پیش نظر مستشرقین کی پوری کوشش ہے کہ اس کو مشکوک اور غلط ثابت کر کے مسلمانوں کو ان کے نبی سے دور کیا جائے۔ اس لیے وہ لوگ چند موضوع اور ناقص روایات کا سہارا لے کر اور احادیث کے الفاظ میں لفظی و معنوی تحریف کر کے پورے ذخیرہ حدیث کو ناقص ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ لوگ روایات کی چھان بین کے وہی طریقے استعمال کر رہے ہیں جو خود مسلمانوں نے ایجاد کیے تھے۔ لیکن ان سے ان کا مقصد روایات اور راویوں کے بارے میں شکوک پیدا کرنا، روایت کی تاریخی حیثیت کو دھندلانا اور مسلمانوں کو ان کے علمی ورثے سے دور کرنا ہے۔

زیر نظر کتاب میں مصنف نے مستشرقین کی ناپاک کوششوں کے بارے میں مسلمانوں کو آگاہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ کتاب چھ فصول پر مشتمل ہے۔ آغاز میں حدیث کا تعارف اور اس کی اہمیت کا بیان ہے۔ فصل اول میں حدیث کی تحقیق اور مطالعات میں مستشرقین کے طریق کار اور مقاصد کو بیان کیا ہے۔ فصل دوم میں تدوین حدیث کی تاریخ اور اس کے بارے میں مستشرقین کے نظریات اور کام کا بیان ہے۔ تیسری فصل میں سند حدیث کے بارے میں مستشرقین کی آرا کا بیان ہے۔ چوتھی اور پانچویں فصل بالترتیب، متن حدیث اور رجال حدیث کے بارے میں ہے۔ چھٹی فصل میں مجموعی طور پر مستشرقین کے باطل اتہامات و شبہات کے مشہور مسلم علماء و مفکرین پر اثرات کا بیان ہے۔ اس فصل میں معروف مصنفین شیخ علی عبدالرزاق، ڈاکٹر طہ حسین، احمد امین، محمود ابوریہ پر مستشرقین کی زہر آلود تحریروں کے اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔

[۸]

نام کتاب:	دائرة المعارف الاسلامیۃ الاستشرافیۃ (اضائل وابطال)
نام مصنف:	ڈاکٹر ابراہیم عوض
زبان:	عربی
مطبع:	مکتبۃ البلد الامین، مصر
تعداد صفحات:	۲۸۶
سن اشاعت:	۱۹۹۸ء
طبع:	اول

زیر نظر کتاب، دراصل ”انسائیکلو پیڈیا آف اسلام“ کا تنقیدی جائزہ ہے۔ اس کتاب کے مصنف ڈاکٹر ابراہیم عوض استاد کلیہ ادب، جامعہ عین شمس، مقدمۃ الکتاب میں تصنیف کے مقاصد بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ گزشتہ چند دہائیوں سے مغربی مفکرین اسلامی علوم و فنون، تاریخ، تہذیب و ثقافت اور دیگر امور کے بارے میں ایک جامع انسائیکلو پیڈیا کی تیاری میں مصروف ہیں۔ یہ دائرہ معارف انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانوں میں چار ضخیم جلدوں میں ہے۔

اس کا ایک مختصر ایڈیشن "Shorter Encyclopaedia of Islam" کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کے مطالعے سے اسلام، رسول اللہ ﷺ، قرآن، عقائد اور شریعت کے بارے میں مستشرقین کے معاندانہ جذبات کا واضح اظہار ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے علمی دیانت اور انصاف سے تو کیا کام لینا تھا، عام اخلاقی اقدار کا پاس بھی ملحوظ خاطر نہیں رکھا۔ اس میں جگہ جگہ علمی منہج سے انحراف کیا گیا ہے۔ قرآنی آیات، احادیث اور تاریخی روایات میں عدا، معنوی اور لفظی تحریف کی سینکڑوں مثالیں نظر آتی ہیں۔ ان لوگوں نے جو معنی اختیار کیے ہیں ان کے لیے کوئی معقول سند یا جواز تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ مصنف نے قرآن مجید، نبی کریم ﷺ، عقائد، امور فقہ، تاریخ، لغوی مسائل اور قرآنی نصوص میں تحریف کی بے شمار مثالیں کتاب میں درج کی ہیں۔ مستشرقین نے قرآن مجید کو حضرت محمد ﷺ کا کلام ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ فاضل مصنف نے قرآن اور احادیث کی بے شمار مثالوں سے واضح کیا ہے کہ قرآن اور حدیث میں اسلوب کے لحاظ سے بہت زیادہ فرق ہے۔ قرآن میں بہت سے ایسے اسالیب، الفاظ، حروف پائے جاتے ہیں، جن کی کوئی مثال حدیث میں نہیں ملتی۔ اگر قرآن محمد ﷺ کا کلام ہوتا تو ان اسالیب کا کچھ نہ کچھ شائبہ احادیث میں بھی نظر آتا۔ لفظ "السلام" کا ترجمہ (Peace) کیا گیا ہے، جبکہ مسلمان مفسرین نے اس کا ترجمہ "عیوب اور نقائص سے پاک" کیا ہے۔ اسی طرح لفظ "باری" کے بارے میں مکڈونلڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے عبرانی زبان سے مستعار لیا ہے، جبکہ دوسری طرف اسی انسائیکلو پیڈیا میں لفظ "محمد" کے ذیل میں آپ ﷺ کے عبرانی زبان سے قطعاً نام نہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔ مستشرقین کے مقالہ جات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ قرآن اور عربی زبان سے بھی ناواقف ہیں۔ گولڈزیہر نے اپنے مقالہ "فقہ" میں دعویٰ کیا ہے کہ مسلمانوں نے یہ لفظ اور اس کا مفہوم یونانی الفاظ (Juris Prudentis) سے اخذ کیا ہے، جبکہ قرآن مجید، احادیث اور عربی لٹریچر میں کثرت سے یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ مثلاً سورۃ توبہ: ۱۲۲، ترمذی: ۲۱، ابن ماجہ: مقدمہ، ابوداؤد: کتاب العلم، موطا: کتاب الجنائز، دارمی: مقدمہ وغیرہ۔ مارٹینس تھیوڈورس ہاؤسما (Martinus Theodorus Houtsma) (1851-1943) نے اپنے مقالے میں تین نمازوں کا

دعویٰ کیا ہے۔ [۱]

اسی طرح ”ان من ادرك مع الجماعة ركعة“ میں ”اتم الصلوة“ کا ترجمہ (Achieved the Salat) کیا ہے۔ یعنی اس کی جماعت مکمل ہوگئی۔ جبکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جسے جماعت کے ساتھ ایک رکعت بھی مل گئی اس کو جماعت مل گئی۔ اور ہر رکعتیں رہ جائیں وہ بعد میں مکمل کی جائیں۔ [۲]

اسی طرح رمضان میں دس روزوں، زکوٰۃ و صدقات اور ان کے مصارف کی غلط تشریح، شعائر اسلام اور مناسک حج مثلاً رمی جمرات، سعی، طواف وغیرہ کو بت پرستوں کے شعائر قرار دینا اور اس جیسے بیسیوں افتراءات پر مصنف نے کڑی گرفت کی ہے۔ [۳]

ان فاضل مستشرقین کی نام نہاد عربی دانی، اسلامی علوم پر گرفت اور علم و فضل کی بے شمار مثالیں پیش کر کے مصنف نے واضح کیا ہے کہ یہ انسان کلو پیڈیا محض رطب و یابس کا مجموعہ ہے۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ مقالہ عید الاضحیٰ میں صاحب مقالہ نے لکھا ہے:

”عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی سنت ہے اور پھر اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ یہ سنت

ہر آزاد اور استطاعت رکھنے والے مسلمان پر فرض ہے۔ اب ان مستشرقین فاضلین

سے کون پوچھے کہ ایک سنت فرض کیسے ہو گیا۔“ [۴]

ان مستشرقین کی ذہنی پستی اور کج روی کی مثال واقعہ الفک سے متعلق بیان سے ظاہر ہوتی ہے، جس کے بارے

میں جوزف شاخت (Joseph Schacht) (1902-1969) نے یہ الفاظ درج کیے ہیں:

[۵] - A Isha's Notorioius Adventure

۱۔ دائرة المعارف الإسلامية الاستشرافية، ڈاکٹر ابراہیم عوض، مکتبة البلد الامین، مصر، ۱۹۹۸ء، ص ۱۱۔

۲۔ ایضاً، ص ۱۱۸۔

۳۔ ایضاً، ص ۱۲۵۔

۴۔ ایضاً، ص ۱۲۸۔

۵۔ ایضاً، ص ۱۵۰۔

نام کتاب:	مصادر المعلومات عن الاستشراق والمستشرقین
نام مصنف:	علی بن ابراہیم النملیہ
زبان:	عربی
مطبع:	مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الرياض۔
تعداد صفحات:	۶۰
سن اشاعت:	۱۹۹۳ء
طبع:	اول

مصنف علی بن ابراہیم جامعہ امام محمد بن سعود میں ’’قسم المکتبات والمعلومات‘‘ میں استاد ہیں۔ کتاب کے مقدمے میں مصنف نے استشراق کے دو مقاصد بیان کیے ہیں:

۱۔ مغرب میں اسلام کی اشاعت کو روکنا اور اہل مغرب کو اسلام سے بچانا۔

۲۔ مسلمانوں پر اپنا اثر ڈالنے کے لیے مسلمان ممالک، ان کی ثقافت، عقائد و آداب اور رسوم و رواج کو جاننا۔

اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے، اہل مغرب انگلینڈ، فرانس، اٹلی اور بالینڈ نے انیسویں صدی میں مسلم ممالک پر قبضے کے بعد وہاں کی ساری علمی میراث، کتب، مخطوطات وغیرہ کو اپنے ممالک میں منتقل کیا۔ استشراقی مطالعات کا آغاز تو اندلس کی اسلامی سلطنت کے زمانے سے ہو چکا تھا، لیکن صلیبی جنگوں کے زمانے میں اہل مغرب نے اس کو خصوصی مطالعے کا ہدف بنایا۔ مسلمانوں نے اہل مغرب کی اس حکمت عملی کو بہت دیر میں محسوس کیا۔ بیسویں صدی میں مصر اور شام کی علمی تحریک سے پہلے کسی مسلمان ملک نے مستشرقین اور ان کی تحقیقات کے منفی اثرات کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا۔ مستشرقین چونکہ سارا علمی سرمایہ اپنے ممالک میں لے گئے تھے، لہذا انھوں نے ان کتب و مخطوطات کو اپنے نقطہ نظر سے دیکھا اور ان کو شائع کر کے اسلامی دنیا میں پھیلا دیا۔ ان میں معنوی تحریف کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ [۱]

ان مستشرقین کی تحریروں سے متاثر ہو کر اسلامی ممالک میں ایسے بہت سے مفکرین پیدا ہو گئے ہیں جو سلف صالحین کے منہج

۱۔ مصادر المعلومات، علی بن ابراہیم النملیہ، مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ الرياض، ص ۱۲۔

سے انحراف پر قائم ہیں۔ مصنف نے معروف مستشرقین کی تحریروں کے حوالے سے ثابت کیا ہے کہ زیادہ تر مستشرقین نے اسلامی افکار کے مطالعے میں تعصب اور بددیانتی سے کام لیا ہے اور ان کے پیش نظر علمی مقاصد سے زیادہ کچھ اور مذموم مقاصد تھے۔

معنوی تحریف کی مثالیں تو تمام کتب سے مل جاتی ہیں، جو کہ مستشرقین کی علمی بددیانتی کا بین ثبوت ہیں۔ ایسے لوگوں سے یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے مخطوطات میں لفظی تحریف بھی کر دی ہو۔ مصنف نے معروف مستشرقین اسٹیفن فیلڈ، اولریش بارمان، ٹنگری واٹ، ہینرش نیکر، برنارڈ لویس، نورمن ڈینیل اور میکسم روڈنس کی تحریروں کے حوالے سے اپنی بات کو موکد کیا ہے۔ [۱]

ان مفکرین نے اسلامی علوم کے مطالعات میں مستشرقین کے تعصب اور بددیانتی کا واضح اعتراف کیا ہے۔ مثال کے طور پر ہم ایک مستشرق ”بریتھ“ کا قول درج کرتے ہیں جو مصنف نے اس کی کتاب ”انتصار الحضارة“، ص ۳۰۸ سے نقل کیا ہے:

یریدون قتل حضارة الشرق عمدا لانهم یریدون اخفاء الحقیقة۔ [۲]

مصنف نے لکھا ہے کہ مستشرقین کی تحریروں کے متعلق عالم اسلام میں دو قسم کے رویے ہیں: ایک قول مطلق اور دوسرا مطلق رد۔ مصنف ان کے بین بین رویہ اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ چونکہ مستشرقین کی علمی بددیانتی ثابت ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو مستشرقین کی تحریروں کو نہ تو بلا تحقیق من وعن تسلیم کرنا چاہیے اور نہ ہی ان کو مکمل طور پر رد کر دینا چاہیے، بلکہ ان میں موجود اسہامات کا علمی بنیادوں پر رد کرنا چاہیے۔ ان کے جواب کے لیے عالم اسلام کو سنجیدہ علمی کوششیں کرنی چاہئیں۔

۱۔ مصادر المعلومات، ص ۱۴۔

۲۔ مصادر المعلومات، ص ۱۶۔

نام کتاب: معجم افتراءات الغرب علی الاسلام

نام مصنف: انور محمود زماقی

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۲۳۲

سن اشاعت:

طبع:

زیر نظر کتاب مغربی مستشرقین کے اسلام اور مسلمانوں پر الزامات اور اتہامات کا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ مصنف نے معروف مسلم محققین کی تحریروں سے استفادہ کر کے ایک جامع مجموعہ، بہترین ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ آغاز میں مسلم مفکرین و مصنفین کی فہرست بھی دی ہے جنہوں نے اپنی زندگیاں مستشرقین کے مقابلے کے لیے وقف کر دی ہیں۔ کتاب کے مقدمہ میں مصنف اس تصنیف کی ضرورت و اہمیت بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ دشمنان اسلام مختلف بھیں بدل بدل کر اسلامی تعلیمات کو مشکوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کا سارا زور اس بات پر ہوتا ہے کہ وہ قرآن و حدیث، فقہ، سیرت، اسلامی احکام و عقائد، عبادات، تاریخ میں شکوک و شبہات پیدا کریں۔ اس سلسلے میں یہ لوگ علمی دیانت و اخلاقیات کا بھی پاس نہیں رکھتے۔ عربی زبان، اور اسلامی علوم کو جانے بغیر ہمیشہ منفی تعبیر اختیار کرتے ہیں۔ ان کی کتب علمی خیانتوں، زبان و بیان کی اغلاط اور سوئے فہم سے بھرپور ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے ترتیب وار مستشرقین کے افتراءات کا ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ اس میں تقریباً تمام اہم مستشرقین اور ان کے اعتراضات کا ذکر اور ان کا رد بیان کر دیا گیا ہے۔ مصنف کا طریق کار یہ ہے کہ وہ الف بانی ترتیب کے ساتھ پہلے مستشرق کا تعارف پیش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اس کے عائد کردہ الزام کا ذکر کرتے ہیں۔ پھر اس کا مدلل جواب اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پیش کرتے ہیں۔

مثلاً کارل بروکلمان اور یودلی کا یہ اعتراض بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے تجارتی اسفار کے دوران یہود و نصاریٰ سے ملاقاتیں کیں اور ان سے مختلف چیزیں اخذ کیں۔ مثلاً بکیرہ راہب وغیرہ۔ مصنف لکھتے ہیں کہ اول تو بکیرہ نامی کسی

راہب کی تاریخ میں کوئی اہمیت نہیں ہے، کیونکہ اکثر مورخین نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ جن واقعات میں اس کا ذکر موجود ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تجارتی قافلے تھوڑی دیر سستانے کے لیے اس کے پاس ٹھہرتے اور خوراک پانی لے کر آگے چل دیتے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر بھی اتنی نہیں تھی کہ آپ اس سے اتنی دقیق معلومات اخذ کرتے جن کی بنیاد پر نبوت جیسا عظیم الشان دعویٰ کیا جاسکتا۔

اسی طرح مستشرقین کے اس الزام کے جواب میں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، مصنف نے کارادی واکس ۱۸۶۷ ((Barron Bernard Carra De Vaux)) (۱۹۵۳)، اور کارا ایل جیسی مستشرقین کی آرا نقل کر کے ثابت کیا ہے یہ الزام محض افتراء اور کذب بیانی ہے اور اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

[۱۱]

نام کتاب:	المستشرقون والاسلام
نام مصنف:	زکریا ہاشم زکریا
زبان:	عربی
مطبع:	
تعداد صفحات:	۶۱۵
نشر اشاعت:	۱۹۶۵ء
طبع:	

مصنف مقدمۃ الکتاب میں لکھتے ہیں کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ اس کا آغاز اور ارتقاء تاریخ میں محفوظ ہے اور اس کی کوئی سرگرمی زمانہ قبل از تاریخ سے متعلق نہیں ہے۔ اسلام کی اشاعت کسی اسلمہ، افواج اور جنگ و جدل سے نہیں ہوئی بلکہ امن و سلامتی کے پیغام، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور تکریم انسانیت کی مرہون منت ہے۔ اس کے احکام و حقائق کو جاننے کے مصادر قرآن مجید اور سنت نبوی ﷺ ہے۔ مستشرقین اسلام کی اشاعت سے خوف زدہ ہو کر مسلمانوں کو ان کے اصل راستے سے ہٹا کر الحاد اور بے دینی کی جانب لانا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی پوری قوت اسلام کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ مسلمانوں کے اندر بے دین، اور گمراہ فرقوں کی پشت پناہی

کرنے کے ساتھ ساتھ، علمی بنیادوں پر اسلامی تعلیمات میں غیر اسلامی چیزیں داخل کرنے کی کوشش بھی کر رہے ہیں۔
 زیر نظر کتاب گیارہ فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل مغربی فکر اور اسلام کے تقابلیہ پر مشتمل ہے۔ دوسری فصل
 میں اسلامی تعلیمات کی امتیازی خصوصیات پر بحث کی گئی ہے۔ تیسری فصل میں مسیحیت کے ظہور اور عروج کو بیان کرنے
 کے ساتھ ساتھ تحریک استعراق کے آغاز اور ارتقاء پر بحث ہے۔ اس کے بعد کی فصول میں مستشرقین کی جانب سے
 قرآن، بنی کریم ﷺ، تعداد ازواج، معراج، حجر اسود اور مستشرقین کے دیگر اعتراضات و وسوسوں کو بیان کر کے ان
 کی تردید کی گئی ہے۔ نویں فصل تصوف کے مباحث سے متعلق ہے۔ دسویں فصل مستشرقین کے افکار کے رد پر مشتمل
 ہے۔ گیارہویں فصل میں مغربی فکر اور مسلم علما پر بسیط مقالہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں مغربی فکر سے متاثر ہونے والے
 مسلم مفکرین کی فکری اغزشوں کو بیان کر کے ان کا رد پیش کیا گیا ہے۔

[۱۲]

نام کتاب:	المستشرقون والقرآن الکریم
نام مصنف:	ڈاکٹر محمد امین حسن محمد بنی عامر
زبان:	عربی
مطبع:	دار الامل للنشر والتوزیع، اردن۔
تعداد صفحات:	۵۹۶
سن اشاعت:	۲۰۰۴ء
طبع:	طبع اول

زیر نظر کتاب جیسے کہ اس کے نام سے ظاہر ہے، قرآن کریم پر مستشرقین کے اعتراضات اور افتراءات کے جواب
 میں لکھی گئی ہے۔ مصنف نے کتاب کے مقدمے میں اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی زندگیوں میں قرآن کریم کی
 اہمیت و ضرورت کا تذکرہ کرنے کے بعد، قرآن کے معترضین کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ پہلی قسم دیگر ادیان سے تعلق
 رکھنے والے مستشرقین کی ہے جو اسلام کے کھلے دشمن ہیں اور اسے نقصان پہنچانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کیے
 ہوئے ہیں۔ دوسری قسم ان مادہ پرست ملحدین کی ہے جو کسی بھی دین کو انسانی زندگی میں نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان دونوں
 اقسام کے علماء نے قرآن مجید پر سینکڑوں اعتراضات کیے ہیں۔ یہ اعتراضات نص قرآنی، وحی اور نزول وحی، شان

نزول، ترتیب و تدوین، احکام، خدائت، الغرض قرآن سے متعلق تمام مباحث پر ہیں۔

مصنف نے کتاب کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا باب استشراق کے آغاز، تاریخ، ارتقاء اور تحریک استشراق کے ابدان و مقاصد سے متعلق ہے۔ دوسرے باب میں ان شبہات کا ذکر کیا گیا ہے جو مستشرقین نے قرآنی مباحث سے متعلق کیے ہیں۔ مصنف نے ان اعتراضات کو ذکر کر کے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسرے باب میں بعض اسلامی احکام اور واقعات کے بارے میں شبہات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ مثلاً قصہ غرانیق، جہاد، جزیہ، حدود و تعزیرات، خواتین سے متعلق مسائل، تعدد ازواج، مرد کی قوامیت، طلاق، میراث وغیرہ۔

نام کتاب: نور الاسلام و باطل الاستشراق

نام مصنف: ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجی

زبان: عربی

مطبع: دار الایمان، طرابلس، لبنان۔

تعداد صفحات: ۳۴۱

سن اشاعت: ۱۹۹۳ء

طبع: طبع اول

زیر نظر کتاب کی مصنفہ ڈاکٹر فاطمہ ہدی نجی، مقدمہ الکتاب میں اس عزم کا اظہار کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: جاء الحق و زهق الباطل، ان الباطل كان زهوقا، ان شاء اللہ، پورا ہوگا۔ اسلام، درحقیقت نور ہے جس کا اتمام اللہ کرے گا اور مستشرقین کی اسلامی تعلیمات کو آلودہ کرنے کی ساری کوششیں ناکام ہوں گی۔ فاضل مصنفہ نے استشراق کے موضوع پر کافی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ انھوں نے اس کتاب کو نو فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں استشراق کی تعریف اور اہل مغرب پر عربی ثقافت کے اثرات بیان کیے ہیں۔ دوسری اور تیسری فصول میں تاریخ استشراق اور اس کے اثرات و ابدان پر روشنی ڈالی ہے۔ چوتھی فصل اسلام کے بارے میں مستشرقین کی غلط فہمیوں اور ان کے پھیلائے ہوئے شکوک و شبہات سے متعلق ہے۔ پانچویں فصل میں اپنے ابدان کے حصول کے لیے مستشرقین کے جدوجہد اور طریق کار کا بیان ہے۔ چھٹی فصل میں مسلمان خواتین کے بارے میں استشراتی مطالعات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ساتویں فصل استشراق اور عربی زبان کے بارے

میں ہے۔ آٹھویں فصل میں مصنفہ بیان کرتی ہیں کہ ہم اپنے قلم سے کس طرح اپنی تہذیب و ثقافت کا احیاء اور اس کے دشمنوں کے مقابلے میں اس کا دفاع کر سکتے ہیں۔ نویں فصل میں مصنفہ نے وہ طریق کار تجویز کیا ہے جس کے ذریعے سے مستشرقین کی ناپاک جساتوں کا دفاع کیا جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے انفرادیت کی حامل ہے کہ مصنفہ نے اس میں چند اہم ترین ضمیمہ جات بھی شامل کیے ہیں۔ ملحق اول: المستشرقون المعاصرون، کے عنوان سے گزشتہ صدی میں سامنے آنے والے تمام اہم مستشرقین کا تعارف دیا ہے۔ اس فہرست میں ایک سو تین اہم مستشرقین کا مختصر تعارف دیا گیا ہے۔ دوسرے ضمیمہ

میں ”الخطر من المستشرقین“ کے عنوان سے ان مخصوص مستشرقین کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنی اسلام دشمنی اور مخفی عداوت کے باعث، اسلام اور مسلمانوں کے لیے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان کی تعداد اکیس ہے، جن میں

آربری، جیوم، بیرن، گب، گولڈزیہر، جان ماکارڈ، زومیر، عزیز عطیہ سوریال، فلپ حتی، ونسک، کینیٹھ کراج، لوئی میسینون، میکڈونلڈ، مارگولیوٹھ، نکلسن، جوزف شاخت، ہنری لیمنس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ تیسرے ضمیمہ میں ”بعض الكتب الخطيرة“

کے عنوان سے ایسی تمام کتابوں کی فہرست دی ہے جو کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کے حوالے سے خطرناک مواد پر مشتمل ہیں۔ مثلاً، ”The Encyclopaedia of Islam“، آرئلڈ ٹاکن بی کی ”دراسة فی التاريخ“، ولیم میور کی ”حیات

محمد“، الفرڈ جیوم کی ”الاسلام“، ڈونالڈسن کی ”دین الشیعة“، ایس، ایم زومیر کی ”الاسلام“، کینٹ کریگ کی ”دعوة

المہدنة“، اے جے آربری کی ”الاسلام الیوم“، گولڈزیہر کی ”تاریخ مذاہب التفسیر الاسلامی“، اے جے ونسک کی ”عقیدۃ

الاسلام“، لوئی میسینون کی ”الحجاج الصوفی الشہید فی الاسلام“، آرٹھر جینفری کی ”مصادر تاریخ القرآن“، اور آر۔ ہیل کی ”

اصول الاسلام فی سیرۃ المسیحیة“ وغیرہ۔ [۱]

چوتھے ضمیمہ میں مستشرقین کے اہم مجلات و تصانیف کا ذکر کیا گیا ہے، جو خاص طور پر استشراتی مقاصد کے لیے شروع

کیے گئے ہیں۔ مثلاً، ۱۷۸۷ء سے فرانس سے ”المجله الآسیویة“، ۱۸۲۳ء سے لندن سے ”المجله الجمعویۃ الآسیویۃ المملکیۃ“،

۱۸۴۲ء میں امریکہ سے ”المجمیعۃ الشرقیۃ الامریکیۃ“۔ اسی طرح موجودہ صدی میں امریکی ریاست اوہیو سے شائع ہونے والا

”المجله جمعیۃ الدراسات الشرقیۃ“ اور ”المجله شوؤن الشرق الاوسط“ کا ذکر کیا ہے۔ مصنفہ کے نزدیک زیادہ خطرناک مجلات جو

دور حاضر میں جاری ہیں وہ زومیر کا جاری کردہ مجلہ ”العالم الاسلامیہ“ اور فرانس سے جاری ہونے والا مجلہ {Le Monde

Musulman} ہیں۔ [۲]

۱۔ نور الاسلام والباخیل الاستشرایق، ڈاکٹر فاطمہ بدی نجا، دارالایمان، طرابلس، لبنان، ۱۹۹۳ء، ص ۳۲۰۔

۲۔ ایضاً، ص ۳۲۳۔

نام کتاب:	نصوص انجلیز یہ اسٹراٹیجی عن الاسلام
نام مصنف:	ڈاکٹر ابراہیم عوض
زبان:	عربی
مطبع:	
تعداد صفحات:	۲۸۶
سن اشاعت:	۲۰۰۶ء
طبع:	طبع اول

زیر نظر کتاب انگریزی میں شائع ہونے والی مستشرقین کی تحریروں کا جائزہ ہے۔ مصنف نے اسلام، قرآن، نبی کریم ﷺ، حدیث، عقائد اسلام، احکام، تاریخ وغیرہ سے متعلق مستشرقین کی تحاریر کو یکجا کر دیا ہے۔ یہ تصنیف بہت مفید ہے، کیونکہ اس میں مصنف نے ان تحاریر کا اصل انگریزی متن بھی دیا ہے اور اس کے بعد اس کا عربی زبان میں ترجمہ پیش کیا ہے۔ مستشرقین کی علمی بددیانتی اور خیانات کے برعکس مصنف نے علمی دنیا کی رواداری اور عدم تعصب کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہایت عمدہ انداز میں ان کے اباطالات کا رد کیا ہے۔ اس مجموعے میں بہت سی تحریریں شامل ہیں، جن میں سے کچھ کا ذکر ہم اس مضمون میں کرتے ہیں۔ پہلی تحریر "Muhammad a pioneer of environmentalism" ہے، جو کہ فرانسیسی کا ڈی چٹل (Fransesca De Chatel) کی ہے۔ دوسری تحریر کا عنوان (Muhammad) ہے اور یہودی انسائیکلو پیڈیا سے لی گئی ہے۔ یہ رچرڈ ڈوگتھیل نے لکھی ہے۔ تیسری تحریر کا عنوان ہے "Quranic language and grammatical mistakes" ہے۔ ایک اور اہم تحریر "The myth of Moderate Islam" ہے جو "Vincenzo Olivetti" نے لکھی ہے۔ اسی طرح "Raidcal New Views of Islam and the Origins of the Quran" ہے، جو "Alaxander Stille" نے لکھی ہے۔

مصنف نے ان اہم نصوص کا اصل متن درج کرنے کے ساتھ ساتھ عربی زبان میں ان کا ترجمہ بھی درج کیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

نام کتاب:	القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین
نام مصنف:	ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی
زبان:	عربی
مطبع:	دارالنقاش للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، شام
تعداد صفحات:	۲۰۱
سن اشاعت:	۲۰۰۸ء
طبع:	طبع اول

یہ کتاب جیسے کہ نام سے ظاہر ہے، مستشرقین کے مطالعات قرآنی کا جائزہ ہے۔ مصنف نے قرآنی مطالعات میں مستشرقین کی بددیانتی، علمی خیانت، سوئے فہم اور عمدہ تحریف معنوی کو بیان کر کے اس کا جامع رد پیش کیا ہے۔ یہ کتاب چار فصول پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں مشرق و مغرب کے تعلقات کے آغاز اور مشرق سے مغرب کی دل چسپی کی تاریخ کا جائزہ لیا ہے۔ اس جائزے میں اسلام کے ساتھ اہل مغرب کے ثقافتی تعلقات کے آغاز، اسلام کے بارے میں مسیحی کلیسا کے موقف اور مغرب میں اسلام کے ابتدائی تعارف پر بحث کی گئی ہے۔ اس مختصر تاریخی جائزہ کے بعد مستشرقین کے قرآنی مطالعات کے آغاز اور مختلف مراحل کا ذکر ہے۔ اس میں استخراقی عمل کے آغاز، قرآن کے پہلے ترجمہ، تاریخ قرآن، اور قرآن مطالعات کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے ابو عبد اللہ زنجانی کی کتاب ”تاریخ القرآن“ کے حوالے سے لکھا ہے کہ قرآن کا پہلا ترجمہ جو کہ لاطینی زبان میں ہوا، پطرس طلیطلی، ہرین ڈی ڈلماش اور رابرٹ کینیٹ نے پطرس کلونی (پطرس محترم) کے کہنے پر کیا۔ یہ ترجمہ ۱۱۴۳ء میں مکمل ہوا۔ [۱]

دوسری فصل میں قرآن مجید کے نزول، وحی، کیفیت وحی، قرآن کے منزل من اللہ ہونے، جمع و تدوین، مستشرقین کے مرسومہ قرآنی نقائص، اختلاف آیات اور ترتیب قرآنی کے بارے میں مباحث ہیں۔ مصنف نے تمام اعتراضات کو بالترتیب بیان کر کے، عقلی و نقلی دلائل سے ان کا رد پیش کیا ہے۔ تیسری فصل تاریخ جمع و تدوین کے بارے میں ہے۔ اور چوتھی فصل میں مصنف نے قرآنی نصوص پر مستشرقین کے طعن کا جائزہ لے کر ان کا ثبانی جواب دیا ہے۔

۱۔ القرآن الکریم فی دراسات المستشرقین، ڈاکٹر مشتاق بشیر الغزالی، دارالنقاش، دمشق، ۲۰۰۸ء، ص ۲۷۔

نام کتاب: الرد علی المستشرق جولدسیبر فی مطالعہ علی القراءات القرآنیۃ
 نام مصنف: ڈاکٹر محمد حسن حسن جیل
 زبان: عربی
 مطبع: دار النفاش للطباعة والنشر والتوزيع، دمشق، شام

تعداد صفحات: ۱۶۴

سن اشاعت: ۲۰۰۲ء

طبع: طبع دوم

زیر نظر کتاب جرمن مستشرق گولڈزیبر کی کتاب ”مذاهب التفسیر الاسلامی“ میں بیان کردہ ”فہوات“ کے جائزے اور اس کے رد پر مشتمل ہے۔ گولڈزیبر نے اپنی کتاب میں دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن مکمل نہیں ہے اور اس میں بہت سارے انشادات بھی موجود ہیں۔ اس نے موضوع اور ضعیف احادیث اور من گھڑت روایات کا سہارا لے کر معاذ اللہ قرآن کو ناقص کتاب ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف نے اس کی ان کوششوں اور پیش کردہ دعوؤں کا دقت نظر سے جائزہ لیا ہے اور ان کا رد پیش کیا ہے۔ گولڈزیبر نے قراءات قرآنیہ میں اختلاف، مصاحف میں کتابت کے فرق، احادیث کے ذریعے نصوص میں تبدیلی کے دعوے کیے ہیں۔ مصنف نے ایسے تمام دعوؤں اور مقامات کی تفصیل بیان کر کے، مزعومہ دعوؤں کو باطل ثابت کیا ہے۔

نام کتاب: ردود علی شبہات المستشرقین

نام مصنف: نیجی مراد

زبان: عربی

مطبع:

تعداد صفحات: ۸۶۱

سن اشاعت:

زیر نظر کتاب استشرق کے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے۔ مصنف نے استشرق کے موضوع پر تمام مباحث

کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلے حصے میں باب اول کے ذیل میں اسلامی ممالک میں مستشرقین کی دلچسپی اور اس کے مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد پانچ فصول میں بالترتیب استشراق کے مفہوم، تحریک استشراق کے آغاز و ارتقاء، مسیحی تبلیغی وفود اور استعماری قوتوں کے ساتھ مستشرقین کے تعلق اور استشراتی فلسفے پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب کے دوسرے حصے میں استشراتی مفکرین کے منتخب مباحث کا ذکر ہے۔ اس میں قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کے موقف، سنت نبوی ﷺ، سیرت رسول، نبوت محمدی، فقہ و شریعت، تاریخ اسلامی، اسلام کے سیاسی نظام، اجتماعی نظام، معیشت، اندلس کی اسلامی تہذیب کے بارے میں ان کی سوئے فہم پر مبنی آراء کا جائزہ لینے کے بعد ان کا رد کیا ہے۔

[۱۸]

نام کتاب: السیرۃ النبویۃ وادھام المستشرقین

نام مصنف: عبدالمتعال محمد الجبری

زبان: عربی

مطبع: مکتبہ وہبہ، عابدین، قاہرہ

تعداد صفحات: ۱۷۷

سن اشاعت:

مستشرقین کی طرف سے اسلام اور اس کی تعلیمات پر طعن اور اس میں تشکیک پیدا کرنے کی کوششوں کی تاریخ خاصی پرانی ہے۔ فاضل مصنف نے ایسی تمام کتب جن میں سیرت رسول ﷺ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، ان کا جائزہ لے کر باطل دعوؤں کا کامل رد پیش کیا ہے۔ اس کتاب میں جو اہم مباحث بیان کیے گئے ہیں ان میں کچھ یہ ہیں۔ مستشرقین نے نبی کریم ﷺ کی نبوت، وحی، قرآن کے الہامی کتاب ہونے کا انکار کیا ہے اور اس سلسلے میں مختلف دلائل پیش کیے ہیں۔ مستشرقین نے قرآن کے منزل من اللہ ہونے، اس کے اعجاز معنی و فنی اور اس کے ہدایت و احکام میں شکوک و شبہات کا اظہار کیا ہے۔ مصنف نے ان تمام شبہات کا نشانی جواب پیش کیا ہے

خاتمۃ الحجث

مستشرقین صدیوں سے اسلام اور اس کی تعلیمات کے بارے میں اپنی تحقیقات میں مصروف ہیں۔ ان کی تعداد بلا مبالغہ سینکڑوں میں ہے۔ ان کا تعلق کسی ایک ملک یا علاقے سے نہیں ہے، بلکہ یہ دنیا کے مختلف ممالک اور خطوں میں مصروف عمل ہیں۔ آپس میں کسی رابطے اور تعلق کے بغیر اپنے بنیادی مقصد میں سب یکساں ہیں جو کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بدگمانیاں اور غلط فہمیاں پھیلاتا ہے۔ لیکن، جس طرح پانچویں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں اسی طرح ان مستشرقین کو ایک ہی درجے میں نہیں رکھا جاسکتا۔ ان میں کچھ بہت زیادہ متعصب اور ہٹ دھرم ہوتے ہیں جن کا مقصد صرف اسلام کو بدنام کرنا ہوتا ہے، اور کچھ تھوڑے بہت انصاف پسند بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیں اس بات سے حیرت ہوتی ہے کہ بالعموم ان مستشرقین کا رویہ بھی اٹھی چیزوں کے بارے میں غیر جانب دارانہ ہوتا ہے جو اسلامی عقائد سے ہٹ کر ہوں، جب معاملہ اسلامی عقائد و نظریات کا آتا ہے تو یہ لوگ بھی بعض اوقات اپنے متعصب محققین کی تحریروں سے استفادہ کرنے لگتے ہیں اور حقیقت کی تلاش میں زیادہ جستجو نہیں کرتے۔ اس لیے ہمیں ان کی تصانیف کے مواد پر بھی من و عن یقین نہیں کر لینا چاہیے۔ تحقیق و تفتیش، دراصل مسلمانوں ہی کا ورثہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک اہم اصول دیا ہے کہ کوئی بات بغیر تحقیق کے نہ مانی جائے، چاہے اس کا بیان کرنے والا کتنا ہی معتبر کیوں نہ ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا

عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ بِنَدْمٍ۔ (الحجرات ۶: ۴۹)

”اے ایمان والو! اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے آئے تو تم اس کی اچھی طرح سے تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی

میں کسی قوم کو نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے اس عمل پر نادم ہو۔“

مستشرقین کا یہ طبقہ ان متعصب یہودی اور عیسائی محققین پر مشتمل ہے، جن کا بنیادی مقصد صرف اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ ان میں سے کچھ خود مغربی منکرین کے لٹریچر کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کے باعث اسلام کے خلاف کمر بستہ ہوتے ہیں اور کچھ کو یہود و نصاریٰ خصوصی طور پر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے تیار کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنی زندگی مسلمانوں کے خلاف اور اپنے عقائد و نظریات کے فروغ کے لیے وقف کر دیتے ہیں۔ ان لوگوں نے مشرق سے جو بھی مفید چیزیں اخذ کی ہیں، علمی دیانت کے برخلاف ان کے ماخذ و مصادر کو پوشیدہ رکھ کے اسے مغرب سے منسوب کیا ہے۔ اسی طرح اسلام کے خلاف اس طرح کی باتیں پھیلائی ہیں کہ عام سطحی ذہانت کا آدمی بھی معمولی کوشش سے ان میں سے مستشرقین کی بددیانتی کو ظاہر کر سکتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں نے اپنی تحریروں سے اسلام کو اس حد تک بدنام کر رکھا تھا کہ ان کے عوام نے ساری ہفوات کو من و عن قبول کر لیا۔ اہل مغرب نے عرب مسلمانوں سے جو کچھ

حاصل کیا اسے اپنے نام سے پیش کرتے رہے۔ مسلمان سائنس دانوں کے ناموں کو بگاڑ کر ان کے مغربی ہونے کا تاثر دیا گیا۔ آج مغرب میں کوئی نہیں جانتا کہ جن اہل علم کی تحقیقات سے مغرب صدیوں تک استفادہ کرتا رہا، وہ یا تو خود مسلمان تھے یا ان کو مسلمانوں سے اخذ کیا گیا تھا۔

ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ استشراق کا مفہوم صرف مشرقی علوم و معارف کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ اس کے پس پشت مسلمانوں کے ساتھ چودہ سو سال کی دشمنی کی تاریخ ہے جسے یہود و نصاریٰ ہرگز نہیں بھولے ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد میں یہی مقاصد کارفرما ہیں، چاہے ان کو بظاہر علم و تحقیق کا لبادہ اوڑھ لیا جائے۔

مستشرقین کا بنیادی مقصد اسلامی علوم میں تحقیق نہیں ہے بلکہ اس سے اصل مقصود دین کے بنیادی ماخذ نبی کریم ﷺ کی ذات کو معاذ اللہ دھندلانا، ان کی نبوت کو مشکوک کرنا، صحابہ کرام کی توہین قرآن مجید کو انسانی کاوشوں کا نشانہ کار ثابت کرنا، اسلام کے چہرے کو داغ دار کرنا اور اسلامی احکام و معارف پر شکوک و شبہات کی دھند ڈالنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو واضح طور پر ہدایت دے دی ہے کہ یہود و نصاریٰ ہرگز تمہارے دوست نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سورہ بقرہ ۲: ۱۲۰ میں فرما دیا کہ تم سے ہرگز خوش نہیں ہوں گے یہود و نصاریٰ یہاں تک کہ آپ ان کے دین کی پیروی نہ کرنے لگیں۔ اسی طرح سورہ آل عمران میں فرمایا کہ اے ایمان والو! غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ، وہ تمہیں خرابی پہنچانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھیں گے۔ وہ تو وہ چیز پسند کرتے ہیں جو تمہیں ضرر دے۔ پھر سورہ ممتحنہ میں مسلمانوں پر زیادتی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کو دوست بنانے سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا یا تمہارے نکالنے میں مدد دی۔ اور جو انہیں دوست بناتے ہیں تو وہی اپنے اوپر قلم کرتے ہیں۔

مستشرقین کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں سے بچنے اور ان کا ثانی و کافی جواب دینے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اہل علم ان کی کتب کا مطالعہ کریں۔ ان کے مقاصد کو سمجھیں اور اس کے بعد ہر میسر ذریعے سے ان کا جواب دیں۔ اس مقالے میں جن کتب کا تعارف کرایا گیا ہے وہ اس سلسلے میں بہت مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

اردو، عربی اور انگریزی اسلامی کتب کے لیے ویب سائٹس کے ایڈریس درج ذیل ہیں:

Web Sites For Urdu Arabic and English Islamic Books.

www.gondalbooks.blogspot.com

www.jame-ul-uloom.blogspot.com

http://www.call-to-monotheism.com/e_books

www.islamstory.com

<http://www.library.flawlesslogic.com/orientalism.htm>

<http://mybook.bibalex.org/browse.php?v=c>

<http://www.merbad.net/vb/showthread.php?t=2167>

<http://www.muhammadanism.org/Urdu/book/default.htm> (Christian)

<http://www.deeneislam.com/> (Urdu)

<http://difaehadees.com> (Urdu)

<http://www.islamwww.com>

<http://banuri.edu.pk>(Urdu)

<http://www.balagh.net> (persian)

<http://www.islamicbook.ws> (Urdu, English, Persian and others)

<http://www.mashalbooks.com>(Urdu)

<http://www.archive.org>

<http://downloads.bookspk.com> (Urdu)

<http://www.ahlehadith.com>

<http://zafarimad.co.cc/> (Urdu)

www.islamhouse.com

<http://maktbaislamia.co.cc>

<http://www.truthnet.org>

<http://www.ismailfaruqi.com>

<http://www.scholaris.com> (Urdu, Arabic, English)

<http://dli.iit.ac.in/>(Digital library of india)(English, Urdu, Arabic)

<http://www.ahlehaq.com/>(Urdu)

www.liilas.com

www.waqfeya.com

www.ithar.com

<http://www.kuwaitculture.org/>

www.al-mostafa.com

www.ahlalhadeeth.com

www.al-eman.com

www.awkaf.net

www.proud2bemuslim.com

www.lkhwan-info.net

www.sharkiaonline.com

www.islamiyyat.com

www.elsharawy.com

www.islamonline.net

www.awu-dam.org

www.tawhid.ws

www.almeshkat.net

www.sahab.org

www.ghazali.org

www.alazhr.org

www.al-maktabah.com

www.qaradawi.net

www.salafi.net

www.sashiri.net

www.saaaid.net

www.waqfeya.com

www.muslimphilosophy.com

www.theknowledge.ws

www.fikr.com

www.ikhwan.net

www.arabicebook.com

www.mohdy.com

www.S0s0.com

www.nadyelfikr.com

www.bibalex.org

www.egyptianbook.org

www.islamicnadwa.com

www.abunashaykh.com

www.tafsir.net

www.waqfeya.com

مصادر ومراجع

- ١- لسان العرب ابن منظور الفريسي، محمد بن مكرم، دار صادر بيروت، ١٣٠٥هـ۔
- ٢- الاستشراق، ڈاکٹر مازن بن صلاح مطبقانی، قسم الاستشراق کلیہ الدینہ مدینہ۔
- ٣- الاستشراق، والخلفیۃ الفکریۃ للصرایح الحضاری، ڈاکٹر محمود حمدي زقزوق، دار المعارف، کورنیش النيل، قاہرہ، ١٩٩٧ء۔
- ٤- الاستشراق والاستشراقون، مصطفی السباعی، دارالوراق للنشر والتوزيع، بن۔
- ٥- الاستشراق، وجہ للاستعمار الفکری، مکتبہ ومبہ، عابدین، قاہرہ، طبع اول ١٩٩٥ء۔
- ٦- شرق شناسی، ایڈورڈ سوید، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ١٩٩٥ء۔